بسم اللہ الرحمن الرحیم

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

——————

Friday, the 16th December, 2016

——————

Table of Contents

1. Recitation from the Holy Qur'an
2. Recitation of Naat
3. Fateha prayers
4. Starred Questions and Answers
5. Unstarred Questions and Answers
6. Leave of Absence
7. Points of Order

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

——————

Friday, the 16th December, 2016

——————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House), Islamabad, at 10:50 of the clock in the morning. Mr. Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

——————

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

اعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۖ كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۖ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۚ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿٢٠﴾

[ترجمہ: جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (وآرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (وستائش) اور مال واولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے کھیتی اُگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔اور آخرت میں (کافروں کے لئے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لئے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔]

RECITATION OF NAAT

علم محمد عدل محمد پیار محمد ساری عالی قدروں کاشہکار محمد

ہم اجمالی کیا جائیں تفصیل میں

ان کی کیا دنیا کیا عقبیٰ سب تحویل میں ا ن کی

وقت کے بیچ محمد وقت کے پار محمد

ساری عالی قدروں کاشہکار محمد

کیوں نہ مظفر میرے پاؤں پڑے خوش بختی

میری گردن میں ہے بس ان کے نام کی تختی

میری ساری خوشیاں سب تہوار محمد

ساری عالی قدروں کاشہکار محمد

FATEHA PRAYERS

جناب سپیکر : اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ آج 16 دسمبر کا دن ہے 16 دسمبر 2014ء آپ سب کو بلکہ پورے پاکستان کو یاد ہے آرمی پبلک اسکول پشاور میں تقریباً 140 لوگ شہید ہوئے تھے۔131 معصوم بچوں کا قتل کیا گیا۔ایک بہت ہی افسوس ناک دن ہے میں دعا کے لئے request کر وں گا علی محمد خان صاحب۔

(اس موقع پر دعا مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر : آمین۔ .Question Hour

(اس موقع پر جناب شیر اکبرخان اپنی نشست سے بولنے کے لئے کھڑے ہوگئے)

جناب سپیکر: شیر اکبر صاحب اسی پہ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟۔ شیر اکبر صاحب کا مائیک کھولیں۔شام میں۔

جناب شیر اکبر خان: جی جی۔جناب سپیکر! شام میں جو بمباری ہو ئی ہے اور جو شہری آبادی۔

جناب سپیکر: لوگ شہید ہوئے ہیں۔

جناب شیر اکبر خان : جوشہری آبادی اس کا نشانہ بنی ہے جس میں معصوم بچے جان بحق ہوئے ہیں،کافی بےگناہ لوگ شہید ہوئے ہیں،تو اس سلسلے میں میں بین الاقوامی برادری سے خاص کر

انسانی حقوق کے ذمہ دار جو لوگ ہیں ان سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ کیوں خاموش ہیں۔جو بے گناہ لوگ شہید ہوئے ہیں ان کے لئے دعا مغفرت کی جائے تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی دعا کرائیے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: مسرت رفیق مہیسر صاحبہ مجھے intervene کرنا پڑا۔یہ سوال Interior division کو چلا گیا ہے۔اس میں صوبائی گورنمنٹ کا بھی تھا،یہ hand over ہوئے ہوئے تھے تو next Rota day پہ انشاء اللہ اس کا جواب آ جائے گا۔ڈاکٹر نفیسہ شاہ صاحبہ، not present فوزیہ حمید صاحبہ،not present شکیلہ لقمان صاحبہ کا Interior Division transfer ہو گیا ہے۔نعیمہ کشور خان صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر!سوال پہ آنے سے پہلے میرا ایک اور بھی سوال ہے آپ سے۔

جناب سپیکر: نہیں سوال کیجئے مہربانی کر کے۔وہ آپ نے بات کی تھی۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : وہ میں سوال کروں گی۔

جناب سپیکر: جہاز کے حادثے پہ انشاء اللہ تعالیٰ بات کریں گے۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : نہیں جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! جہاز کے حادثے پر بھی ہمیں بات کرنی چاہئے۔آج اے پی ایس کے واقعے کا بھی دن ہے اس پہ بھی اور آج سقوط ڈھاکہ کا بھی دن ہے،اس پہ بھی ہمیں بات کرنی چاہئے۔ لیکن میں اپنے حلف کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ میرا حلف نامہ ابھی ادھر سے کسی نے اٹھا لیا ہے،آئین کی کتاب بھی،لیکن ہم نے حلف لیا ہے اور ہمارے حلف نامے میں لکھا گیا ہے کہ میں اس آئین کا تحفظ اور دفاع کروں گی۔میرے خیال میں پرسوں ہم ناکام ہوئے ہیں۔کیونکہ ادھر آئین کو پھاڑا گیا اور آئین کو اچھالا گیا۔

جناب سپیکر: چلیں اب آگے چلیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : نہیں سپیکرصاحب! ہم کیسے آگے چلیں۔

جناب سپیکر: Point of Order پہ بات کر لیجئے گا۔ابھی Question Hour پہ آ جائیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : نہیں یہ آئین کی ہم نے ایک تذلیل کی ہے۔ہمارے بڑوں نے اس کے لئے قربانیاں دی تھیں۔اور اس آئین کو یہاں پر اچھالا گیا۔ سپیکر صاحب! یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: point of order پہ بات کر لیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس کی انکوائری کریں کہ کس نے آئین کی کاپی کو اچھالا اور اس کی تذلیل کی گئی۔میرے خیال میں یہ احساس ہمیں نہیں ہے۔ہم تو کہتے ہیں کہ آئین کو جو معطل کرے اس پہ Article 6 لگے۔

جناب سپیکر: آپ اس پہ آ جایئے۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : لیکن آئین کو ہم جب خود اچھالیں تو اس کے ساتھ کیا کریں۔

جناب سپیکر: سوال پہ آ جایئے۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : تو سپیکر صاحب! اس پہ انکوائری ہونی چاہئے اور پتہ ہونا چاہئے۔اس سے معافی بھی منگوائیں اور معطل بھی کریں۔

جناب سپیکر: سوال نمبر کیجئے۔تشریف رکھیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: نو،نو،نو۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : میں آپ کو ویڈیو بھی دے سکتی ہوں۔ظفر صاحب نے اٹھایا ہے۔ میں خود نہیں اٹھانے کے لئے۔

جناب سپیکر: اس کو controversial نہ بنائیں۔میرے پاس ویڈیو ہے۔ویڈیو میں بڑا کلیئر ہے کہ کیا ایشو ہے please don’t make it controversial۔کافی ہو چکی ہے بات۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : سپیکر صاحب! آپ سے request ہے کہ آپ اس کی انکوائری کریں گے۔

STARRED QUESTIONS AND ANSWERS

جناب سپیکر: جی 61 کیجئے۔ڈاکٹر صاحبہ آپ کو عادت پڑ گئی ہے بغیر مائیک کے بولنے کی۔ نہیں تشریف رکھیں۔مائیک کے بغیر بولنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ please don't do that. Dr. Sahiba please don't do it. آپ پھر ماحول خراب کر رہی ہیں۔ Please sit down. You can't force yourself to speak here. بات کیجئے۔

محترمہ نعیمہ کشور خان : سوال نمبر 61۔

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ نعیمہ کشور خان : سپیکرصاحب! سپلیمنٹری میرا اس میں یہ ہے کہ خیبر پختونخواہ کے حوالے سے میرے خیال میں اس وقت خیبر پختونخواہ صوبے میں سب سے زیادہ اس کے مریض ہیں لیکن اس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خاص اقدامات نہیں ہیں، نہ ادھر مرکزی گورنمنٹ کی طرف سے نہ اور نہ صوبائی گورنمنٹ کی طرف سے،تو اس کے لئے کیا اقدامات کر رہے ہیں اس مرض پر قابو پانے کے لئے اور مریضوں کو مفت ادویات دینے کے لئے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر درشن صاحب پارلیمانی سیکرٹری۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت(ڈاکٹر درشن): خیبر پختونخواہ کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے کیونکہ اٹھارہویں ترمیم ترمیم کے بعد یہ سب صوبوں کی ذمہ داری ہے۔لیکن اس میں جو ٹی بی کنٹرول پروگرام ہے وہ سنٹرل سے funded بھی ہوتا ہے اور باہر سے بھی دوائیاں آتی ہیں۔تو ہر صوبے کو ان کے حساب سے فنڈ بھی ملتا ہے،دوائیاں بھی ملتی ہیں اور ہر جگہ پہ جو بھی ان کے پرائمری، سیکنڈری یا tertiary care ہسپتال ہیں وہاں پہ یہ medicines available ہیں اور free of cost available ہیں۔وہاں diagnostic کی بھی facilities ہیں۔اگر کہیں پہ ہماری معزز ممبر صاحبہ کو ئی identify کریں کہ کسی جگہ پر نہیں ہیں تو ہم وہاں پہ arrange بھی کرائیں گے بلکہ ان کے خلاف صوبوں کو لکھیں گے کہ وہ ان کے خلاف ایکشن بھی لیں کہ وہاں پہ کیوں وہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری شگفتہ جمانی صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ جمانی : شکریہ جناب سپیکر! اسی ٹی بی کے حوالے سے کل ایک Calling Attention Notice بھی آیا تھا لیکن چونکہ Rules suspend ہو چکے تھے جس کی وجہ سے اس پہ بحث نہیں ہو سکی۔جس حساب سے ٹی بی کا مرض اس ملک میں پھیلتا جا رہا ہے،ہمارے پارلیمانی سیکرٹری بھائی نے بتایا کہ مختلف علاج ہوتا ہے، مفت دوائیاں ملتی ہیں،مفت میں ٹیسٹ ہوتے ہیں۔کہاں پر ہوتے ہیں،کس جگہ پر یہ فری میں ہوتا ہے۔میں نہیں سمجھتی کہ یہ صحیح ہوتا ہے اور میرا سوال یہ ہے کہ بیرون ملک سے جو فنڈنگ آتی ہے وہ کون کون سے ممالک ہیں جو فنڈنگ کرتے ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ صوبوں کو کیا فنڈز دیتی ہے۔کیا یہ بہتر نہیں ہو گا کہ جس طرح پولیو کے خاتمے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں اسی طرح ٹی بی کے خاتمے کے لئے بھی اقدامات کئے جائیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری۔

ڈاکٹر درشن : شکریہ سپیکر صاحب! جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ فنڈنگ کہاں سے ہوتی ہے۔یہ گلوبل فنڈنگ ہوتی ہے اور اس کا پورا ریکارڈ ہوتا ہے۔اگر وہ کہیں گی معزز ممبر صاحبہ تو ہم ریکارڈ مہیا کریں گے۔یہ ہر ہسپتال میں،ڈی ایچ کیو ہو یا آر ایچ سی ہو یا ڈسٹرکٹ ہسپتال ہو، وہاں پہ اس کا علاج فری ہوتا ہے۔وہاں پہ Diagnosis بھی فری ہوتے ہیں۔یہ کہیں بھی ہسپتال میں چلی جائیں اگر وہاں پہ نہ ہو تو ہم صوبوں کو دوبارہ لکھیں گے اور وہاں پہ ان کی treatment ہو گی۔جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ زیادہ ہو رہی ہے۔پہلے تو یہ ہوتا تھا کہ diagnosis ہوتی نہیں تھی۔اب گورنمنٹ نے اتنی facilities دے دی ہیں اور میاں محمد نواز شریف نے تو specially اس کے لئے اتنا کام بھی کیا ہوا ہے کہ ہر جگہ پہ اتنی facilities ہیں diagnosis کی کہ مریض وہاں جاتا ہے تو وہاں پہ ان کی diagnosis ہوتی ہے۔ Diagnosis تو ریکارڈ پہ بات آتی ہے۔ تبھی یہ patient، جسے population بڑھ رہی،عمر بڑھتی ہے تو اسی میں جنہوں نے ویکسین کرائی ہے جنہوں نے نہیں بھی کرایا،ان میں بھی ہو سکتی ہے۔تو اسی حساب سے یہ diagnosis ہوتی ہے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی بات ہے۔کم از کم اب پتہ تو چل رہا ہے کہ جس کو ٹی بی ہے اس کی treatment ہو جاتی ہے اور پری medicine free ہیں،کہیں پہ بھی یہ چلی جائیں،کسی بھی ہسپتال میں چلی جائیں تو وہاں پہ

ٹی بی کی دوائیاں فری ہیں، کسی بھی صوبے میں چلی جائیں۔اگر کہیں بھی کوئی شکایت ہے تو مجھے بتائیں ہم اس کو پھر follow بھی کریں گے اور اس کے خلاف ایکشن بھی لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: صوبوں میں بھی treatment free ہے آپ کہتے ہیں۔

ڈاکٹر درشن : بالکل، بالکل۔

جناب سپیکر: وہ بتا رہے ہیں کہ fresh question دے دیں تو میں detail دے دیتا ہوں کیونکہ detail ہیں نہیں۔ next question شیخ صلاح الدین صاحب، not present ڈاکٹر شنزرہ منصب صاحبہ، not present خالدہ منصور صاحبہ۔

محترمہ خالدہ منصور : شکریہ جناب سپیکر! سوال نمبر 64۔

<u>Mr. Speaker:</u> Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ خالدہ منصور : جناب سپیکر! میں وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے ان علاقوں میں جہاں یہ صحت کی بنیادی سہولتیں نہیں تھیں وہاں چالیس ہسپتالوں کا اعلان کیا ہے تاکہ ان تمام لوگوں کو وہ تمام سہولیات بھی صحت کے حوالے سے میسر ہوں۔ میرا سوال اس میں یہ ہے کہ کیا ان تمام ہسپتالوں کے لئے PC-I کی منظوری لے لی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : شکریہ سپیکر صاحب! اس کے لئے یہ ہے کہ یہ phase-wise hospitals بنیں گے اور جہاں تک مجھے معلومات ہیں اسی میں بارہ ہسپتال پہلے phase میں بنیں گے۔ لیکن یہ چھیالیس سے زیادہ ہسپتال ہیں تین سال میں یہ مکمل ہوں گے اور step-wise ان پہ کام بھی ہو رہا ہے اور اس کے بارہ ہسپتالوں کا جہاں تک مجھے معلوم ہوا ہے، لیکن یہ ابھی مجھے confirm نہیں کہ وہ under process ہیں اور اس پہ جلدی کام شروع بھی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری نفیسہ عنایت اللہ خٹک صاحبہ۔

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک: جی شکریہ۔سلام علیکم۔

جناب سپیکر: وعلیکم السلام۔

محترمہ نفیسہ عنایت اللہ خان خٹک: سپیکر صاحب! میرا سوال ہے کہ یہ جو نئے ہسپتال بنا رہے ہیں آپ لوگ اس سے پہلے جو ہمارے پاس ہسپتال exist کر رہے ہیں اور وہاں جو development میں ان کی اتنی problems ہیں،تو ان میں آپ کا کوئی پروگرام ہے کہ ان کو بھی ٹھیک کروائیں اور ساتھ میں ان میں جہاں space ہے وہاں زیادہ اور کنسٹرکسن کر کے capacity کو build کیا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : شکریہ سپیکرصاحبہ! معزز ممبر صاحبہ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ ان کو ٹھیک ہونا چاہئے کیونکہ اٹھارہویں ترمیم کے بعد یہ چیز صوبوں کو چلی گئی ہے۔اب صوبوں والے اس پہ کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ میںexpunge کر رہا ہوں آپ نے سپیکر صاحبہ کہا ہے۔

ڈاکٹر درشن : سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: اعجاز جکھرانی صاحب object کر رہے تھے تو expunge کر دیا ہے۔

ڈاکٹر درشن : چلیں اگر میں نے کہہ دیا ہے تو میں واپس لے رہا ہوں۔

سپیکرصاحب! اچھا اچھا۔

ڈاکٹر درشن : معزز ممبر صاحب نے،میں نے کہا ہے کہ انہوں نے جو بات کی یہ بات ٹھیک ہے کہ جہاں پہ یہ ہسپتال ہیں وہاں پہ ان کو ٹھیک ہونا چاہئے پہلے،کیونکہ اٹھارہویں ترمیم کےبعد یہ چیزیں صوبوں کو چلی گئی ہیں اور یہ اب ان کا کام ہے کہ وہ ان کو پہلے ٹھیک کریں کیونکہ پرائم منسٹر صاحب نے یہ محسوس کیا کہ ہسپتالوں کی جہاں پہ ضرورت ہے تو انہوں نے ایک نیا فیڈرل کی طرف سے ہرصوبے میں یہ ہسپتال بنانے کا اعلان کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری شیر اکبر خان صاحب۔

جناب شیر اکبر خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جو اکثر ہو چکا ہےکہ محروم یا غریب علاقوں میں چالیس جدید ہسپتالوں کی تعمیر کی تجویز کی منظوری دی ہے۔اس کےلیے criteria کیا رکھا گیا ہے۔جو محروم اور پسماندہ علاقے ہیں ان کےلیے کیا criteria رکھا گیا ہے آج تک annual plan میں بونیرbackward علاقہ ہے۔ان چالیس ہسپتالوں میں بونیر کےلیے کوئی ہسپتال ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن: شکریہ سپیکر صاحب۔ ان کے لیے یہ ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے اس کو بالکل transparent رکھا ہے اور provinces کے consensus کےساتھ اس کو وہاں پر implement کیا جائے گا کیوں کہ province جہاں پر identifyکریں گے، جہاں جہاں ضرورت ہوتی تو فیڈرل گورنمنٹ وہاں پر کھولے گی۔پرائم منسٹر صاحب اپنی مرضی سے کہیں بھی کچھ نہیں کہہ رہےہیں یہ provinces کی مشاورت کےساتھ ہو گا۔اگر وہ نام دیتے ہیں توہ وہاں پر ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو صاحبہ۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: شکریہ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 65۔

Mr. Speaker: Answer be taken as read,سپلیمنٹری کیجیے۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: میرا منسٹری ہاؤسنگ اینڈ ورکس سے جو سوال تھا اس میں میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کتنی inquiries اور کرپشن کے cases pending ہیں Works and Services کے different جو departments ہیں اس میں ' سپیکرصاحب! بہت افسوس کےساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس میں most ofجو departments ہیں اس کا reply یہ ہے کہ Total number of inquiries which are pending.اچھا اس پہ لکھا ہے The responsibilities will be fixed upon the decision accordinglyاوراس کےبعدPak PWD کا reply دیا ہے Yes, the above statement indicates that responsibility have been fixed. These cases are under trial in NAB and civil court referred by FIA. پھر جی Estate Department کےلیے لکھا ہے As inquiries are underway, so responsibility have not been fixed اور PHA فاؤنڈیشن کےلیے لکھا ہے The cases are underway and outcome are still awaited. اس قسم کے تمام replies اس کےاندر آئے ہیں۔آپ کو پتہ ہوگا Estate Department سفید ہاتھی کےطور پر یہاں پر پہنچانا جاتا ہے اور اس ادارے میں کرپشن عروج پر ہے اور ابھی تک کوئی responsibility fix نہیں کی گئی ہے،میں اپنے سپلیمنٹری سوال میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ

انہوں نے ایک بات کی ہے کہ internal system میں computerize systemیہ کر رہے ہیں۔وہ computerize system میں کس قسم کا software ہو گا اور وہ کرپشن کو کس طرح سے چیک کرے گا اور ان پہ responsibility FIA اورNABاورcourts کے علاوہ کس طرح سے ادارہ ان پہ ذمہ داری عائد کرے گا اور کیا جتنی بھی پورے پاکستان میں properties ہیں ہاؤسنگ اینڈ ورکس کی' کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ وہ کتنی قبضے میں ہیں اور کیا وہ بھی data computerize ہے یا نہیں ہے؟

جناب سپیکر: آپ نے چار پانچ سوال کر دئے۔ جی اکرم درانی صاحب۔ نہیں پہلے ہی تین سوال ہو گئے ہیں۔

وزیر برائے ہاؤسنگ اینڈ ورکس(جناب اکرم خان درانی): میں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ تینوں کا جواب دوں۔ سپیکر صاحب! میڈم نے بڑا اچھا سوال کیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے جوابات دیے ہیں، جتنے بھی نمبر ہیں وہ بھی بتائے ہیں، جتنے FIA میں ہیں وہ بھی بتا ئے ہیں، جتنے NABمیں ہیں اور جتنے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ خود ہیں اس کی تعداد بھی بتائی ہے اور چونکہ جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ہو تے ہیں اس پہ ہمارا ہے کہ اس کو جلدی جلدی نمٹائیں۔جب سے ہم نے چارج لیا ہے انشاء اللہ اس وقت سے کوئی نیا کیس موجودہ حکومت کے وقت میں نہ بنا ہے اور نہ ریکارڈ پہ ہے۔پرانے کیسز ہیں ان کے لیے بھی میں نے کہا ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہیں انشاء اللہ وہ چار مہینے کے اندر اندر فائنل ہو رہے ہیں، وہ سارے ڈیپارٹمنٹ کے ختم ہو ں گے۔نیب کے ساتھ بھی ہمارا رابطہ ہے۔ابھی بھی کل پرسوں سینتیس ملین روپے جو بہت پرانا کیس تھا اور ہم نے نیب کے ذریعے اس کو چلایا اور اور چیک بھی ہمیں سینتیس ملین کا ابھی کل انشاء اللہ مل جائے گا۔ باقی سٹیٹ آفس ' میڈم کی بات سفید ہاتھی تھا لیکن categoricallyکہتا ہوں کہ ابھی نہیں ہیں۔اس لیے ہم نے اتنی محنت کی اس کے ریکارڈ کو جلایا گیا تھا پھر ہر ایک گھر کو ہم نے letter اور ہر ایک کا record computerizeکیا گیا اور ابھی چونکہ یہ باتیں جب ہوتی ہیں تو میڈیا پر بھی آتی ہیں اور ہاؤس میں بھی آتی ہیں انشاء اللہ موجودہ حکومت کے وقت میں کوئی بھی اس طرح کی ایک بات بھی نہ میڈیا پہ آئی ہے نہ ریکارڈ پہ ہے کہ اس میں کوئی کرپشن ہو۔جو لوگ کرپشن میں ملوث تھے ان کو ہم نے ادھر سے ہٹایا ہے۔کسی کو ایک جگہ کسی کو دوسری جگہ اور کچھ کو سزائیں دی ہیں اور جو اس کا قانون طریقہ کار ہے، جو جسٹس صاحب نے فیصلہ کیا ہے اسی کے مطابق ہم الاٹ کر

رہے ہیں اور انشاء اللہ اس میں کسی قسم کی کرپشن بھی نہیں ہے اور ہم میڈم کو assurance دیتے ہیں کہ ا س میں بہتری لائیں گے۔

جناب سپیکر: ساجدہ بیگم صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

محترمہ ساجدہ بیگم : شکریہ سپیکر صاحب۔ میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے۔۔

(مداخلت)

جناب سپیکر: آپ نے تین کیے تھے انہوں نے دو کے جواب آگئے ہیں۔جی ساجدہ بیگم صاحبہ۔

محترمہ ساجدہ بیگم : میرا منسٹر صاحب سے سوال ہے کہ PWD میں جتنے بھی contractors involve ہیں ان کے بہت سارے projects میں انہوں نے participate کیا انہوں نے deliver کیا لیکن ابھی تک سالہا سال گزر گئے اسی گورنمنٹ نے کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی جس سے bill easy طریقے سے ان کوclear کریں جب تک وہاں اس کی ڈیمانڈ پوری نہ کریں اس کے لیے منسٹر صاحب نے کیا پالیسی بنائی ہے کہ ابھی تک contractorکے لیے وہاں پر کافی مشکلات ہیں،اس کے لیے کوئی ایسا clear resultنہیں ہے جس طرح منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ہم نے computerized system بنا لیا ہے،کرپشن کو ہم پکڑ رہے ہیں لیکن ایسا بالکل نہیں ہے مطلب یہاں کافی ایسے کیسز ہیں کہ ان کے سالہا سال، دس دس سال کے کروڑوں روپے PWD میں involve ہیں، پڑے ہوئے ہیں اور وہ releaseنہیں کر وارہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی درانی صاحب۔

جناب اکرم خان درانی: جناب ہم نے کوشش کی ہے کہ جس contractor کے بل آئیں مہینے کےاندر ان کو ہم clear کر دیں۔اگر کہیں پہ بھی میڈم کو معلوم ہے کہ کسی کے پھنسے ہوئے ہیں،اس پہ انکوائری نہیں ہے،اس کا clear bill ہے تو مجھے لسٹ دے دیں انشاء اللہ اس کو فوری طور ہم وہاں سے نکالیں گے لیکن اگر کسی کے خلاف انکوائری ہے،اس کے پڑے ہیں تو وہ ہم دے نہیں سکتے۔اگر clear bill ہے وہ نام بھی مجھے بتادیں انشاء اللہ وہ سارے بل ان کو ملیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بیلم حسنین صاحبہ،موجود نہیں ، شیخ روحیل اصغر صاحب۔

شیخ روحیل اصغر: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ سوال نمبر 67۔

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

شیخ روحیل اصغر: جناب سپیکر ! میرا ضمنی سوال دو حصوں میں ہے۔ایک تو جتنے یہاں پر وزیر موصوف نے یہاں پر بیان کیے ہیں،جو بجلی کے منصوبے ہیں وہ سارے کے سارے کم قیمت بجلی کے منصوبے ہیں۔اس پہ میں یہ پوچھنا چاہتاہوں کہ جب یہ مکمل ہوں گے تو کیا ارادہ ہے کہ بجلی کی قیمت بہت زیادہ کم کر دی جائے اور دوسرا کیا اس کے مکمل ہونے کےبعد IPP سے مہنگی بجلی لینا بند کر دی جائے گی؟ جناب سپیکر ایک گزارش کہ آج تو ہاؤس میں جناب سپیکر کی باز گشت ہو رہی ہے۔آپ کو مبارک ہو اور دوسرا یہ ہےکہ میں نے پہلے بھی ایک عرض کی تھی کہ بہت سارے اہم سوالات،جو ممبرز صاحبان کسی وجہ سے نہیں آتے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ میں نے Business Advisory میں بھی discuss کیا ہے،سارے اس پہ agree نہیں کرتے۔وہ کہتےہیں کہ جو ممبر دے اس کی ذمہ داری ہے اپنے Rota day پہ آنے کی۔

شیخ روحیل اصغر: جناب والا! وہ بات درست ہے۔

جناب سپیکر: وہ انشاء اللہ چیمبر میں بات کرتےہیں۔جی عابد شیر علی صاحب۔

وزیر مملکت برائے پانی و بجلی(چوہدری عابد شیر علی): شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! میں آنریبل ممبر کو عرض کرنا چاہتاہوں کہ ہمارے دور حکومت میں الحمد للہ جو power projects شروع کیےگئےہیں اس میں نہ صرف کاسٹ کو کم کیا گیا ہے اس میں NEPRA بھی کئی پراجیکٹس پہ ' جو ہم نے LNG based شروع کیےہیں وہاں پہ بھی وہ حیران ہیں کیوں کہ جو انہوں نے اس کی cost دی تھی،جو ہم نے اس کی biddingکروائی تو جناب سپیکر! اس میں سو ارب روپے کا فرق تھا فی پراجیکٹ اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ یہ credibility ہےہماری حکومت کی کہ ہم نے کوشش کی ہے کہ جو power projects ہیں جس کی efficiency جو ابھی existing power projects ہیں،جو ابھی لگ رہےہیں ان میں زمین آسمان کافرق ہے۔

جب efficiency بڑھے گی automatically جو cost of generation ہے وہ automatically نیچےجائے گی،جو imported fuel ہے جو شیخ صاحب نے فرمایا اس

کی terms, conditions already جوIPPs جب لگتےہیں تواس کا ایک tenure set ہو تاہے جو ہمیںpower purchaseان سے کرنی پڑتی ہے لیکن جب ہماری اپنی جنریشن آجائے گی،جو ہمارے اپنے power projects ہیں اس میں جب ہمیں ضرورت پڑے گی،توin case وہ چلانے پڑیں گے ورنہ automaticallyجب یہ انشاء اللہ generation میں آئیں گے تو generationکیcost کم ہو گی جو پھرpass onہوگیconsumers کےاوپر۔

جناب سپیکر: عائشہ سید صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

محترمہ عائشہ سید : شکریہ جناب سپیکر صاحب۔جناب سپیکر صاحب میرا منسٹر صاحب سے سوال یہ ہے کہ 1916 سندھ طاس معاہدے کے بعد بھارت نے بے تحاشا ڈیم بنائے لیکن پاکستان کے ابھی تک دو بڑے ڈیم ، بھارت نے 62 بڑے ڈیموں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے ڈیموں پر بھی انہوں نے فوکس کیا ہوا ہے۔ہمارے پاکستان میں ڈیم نہ بننے کی وجہ سے بجلی کا بھی مسئلہ ہے اور وہ پانی جمع کر کے جب چاہتے ہیں پاکستان میں سیلاب بھیج دیتے ہیں۔اس کے علاوہ جو اس وقت وہ ہمیں threats دے رہے ہیں۔انشاءاللہ اس کا جواب ہمارا ملک دے سکتا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ 1960 کے بعد مسلسل پاکستان صرف دو بڑے ڈیم بنا سکا اور جو ہمارے پاس تین بڑے دریا تھے تو اس کے پانی کو save کرنے کے لیے کوئی ایسے مناسب اقدامات نہیں کیے تو پچھلی حکومتیں تو چلی گئیں ہیں لیکن ابھی اس کوگورنمنٹ کو ساڑھے تین سال تقریباً ہو رہے ہیں تو اس نے کیا اقدامات لیے ہیں جو ٹھوس ہوں جو ہمارے سامنے ہوں۔

جناب سپیکر: عابد شیر علی۔

چوہدری عابد شیر علی : جناب سپیکر اس میں کوئی شک نہیں جو آنریبل ممبر نے مسئلہ اٹھایا ہے اس میں کچھ controversial dams ہیں جو ماضی میں سیاست کا حصہ ہو گئے اور وہ قصہ پارینہ بن گئے لیکن الحمداللہ آج ہمیں فخر ہے کہ وزیراعظم پاکستان نے جو پاکستان میں اس وقت ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہے دیا میر بھاشا ڈیم اس پر کام انشاءاللہ تعالیٰ اگلے سال شروع ہو جائے گا۔ ماضی میں جنرل پرویز مشرف نے پہاڑوں میں جا کر وہاں پر تختی لگائی ایک روپے یا ایک دھلے کی زمین نہیں خریدی گئی۔پچھلی حکومت میں بھی یہ کام ہوا لیکن جناب سپیکر ہم نے 99 فیصد جو land acquire کرنی تھی وہ کر لی ہے۔اب جو ڈیم پورشن ہے جہاں پر ہمارا واٹر reservoir ہے اور جہاں پر ہم نے بجلی بنانی ہے اس پر انشاءاللہ اگلے سال تک کام شروع ہو جائے گا۔باقی

جناب سپیکر run of the river ہے جو ہمارے پاس storage جہاں پر capacity ہے وہ کھوڑا ڈیم ہے۔اور بھی بہت سے ایشو ہیں جو controversial ہو چکے ہیں سیاست کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔لہذا ہمارے پاس جو available resources ہیں ان کی مد میں ہم نے اپنے تک دیا میر بھاشا پر PSDP انشاءاللہ اگلے سال کام شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: افتخار الدین صاحب آن سپلیمنٹری۔

محترمہ عائشہ سید: ایک سوال کا جواب نہیں آیا۔

جناب سپیکر: جی آ گیا ہے Actually دو دو تین تین سوال ہوتے ہیں۔جی عائشہ سید صاحب ایک سوال کیا کریں دو یا تین نہیں ہو سکتے۔ان کا مائیک کھولیں۔

محترمہ عائشہ سید: ایک سوال یہ تھا کہ آپ کے محکمے نے چھوٹے ڈیم بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں؟

چوہدری عابد شیر علی : جناب سپیکر18th amendment کے بعد یہ صوبوں کے پاس بھی ہے کہ 50 میگا واٹ سے کم جو run of the river ہیں وہ صوبے بھی بنا سکتے ہیں۔لیکن 50 سے above جتنے بھی ہیں الحمداللہ ہمارے 8 سے 9 ڈیم ہیں جو شروع ہوئے ہیں۔ہم نے پاک چائنہ اکنامک کوری ڈور میں بھی سوکھی کناری ہے اور ہم نے دھاسو پر کام کیا ہے۔ run of the river آپ سٹوریج کی بات کر رہے ہیں ایکrun of the river ہے ایک اور ایشو ہے جو generation کے لیے جو water storage کے لیے وہ اور ڈیم ہے وہ اور ایشوز ہیں۔ آپ نے پانی کی بات کی ہے پھر میں نےاسی حوالے سے آپ کو دیا میر بھاشا کا ذکر کیا ہے اور جو controversial ہے اس کا میں نام نہیں لینا چاہتا کیونکہ respective provinces کی اس کےاوپر ریزلیوشنز ہیں انہوں نے پاس کی ہوئی ہیں اس کے against۔ تو میں اس میں اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتا تاکہ کوئی آواز نہ اٹھے۔ جو ہمارے بس میں ہے اور جو controversies باہر ہیں وہ دیا میر بھاشا ڈیم ہے میں سمجھتا ہوں پاکستان کے لیے یہ بڑا ایک تحفہ ہے جو وزیراعظم میاں محمد نواز شریف انشاءاللہ اگلے سال اس کے کام کی بنیاد رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: افتخار الدین صاحب۔آن سپلیمنٹری۔

جناب افتخار الدین : منسٹر صاحب سے میرا سوال ہے کہ گولن گول۔۔۔۔ پروجیکٹ on run of the river ہے چترال میں پرائم منسٹر صاحب اس سال آئے تھے 7 ستمبر کو آئے تھے

تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ جون 2017 میں یہ مکمل ہو جائے گا۔بعد میں پتا چلا ہے کہ اس میں کوئی fault develop ہوا ہے اس کے tunnel کے اندر تو اس کی وجہ سے تھوڑا delay ہو رہا ہے۔ Kindly میری منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ اس کا نوٹس لیں اور اس کو کسی طرح expedite کرائیں تا کہ لوگوں کو جلدی 108 میگا واٹ بجلی مل جائے۔

جناب سپیکر: عابد شیر علی صاحب۔

چوہدری عابد شیر علی : جناب سپیکر ہمارے علم ہے اور اس پر جو ہمارے آنریبل ممبر صاحب کے تحفظات ہیں وہ بھی address کیے گئے ہیں۔انشااللہ جو ہمارا ایک given time frame میں ہے جس پر ہمارے پروجیکٹس آئیں گے۔ایک دو ماہ کا delay تو ہو سکتا ہے لیکن کوشش کریں گے کہ وہ انشااللہ جون جولائی 2017 میںoperational ہو گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال شازیہ مری صاحبہ۔

محترمہ شازیہ مری: سوال نمبر68۔

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ شازیہ مری: سپیکر صاحب میں نے malnutrition کا precisely سوال کیا تھا کہ ملک کے اندر اس کو کس طریقے سے address کیا جا رہا ہے۔Growth ہمارے ہاں stunted ہے اور اس میں کچھ انٹرنیشنل رپورٹس بھی افسوسناک سامنے آئیں تھیں پاکستان کے حوالےسے تو اس میں حکومت نے یہ تو بتایا ہے کہ جی اس میں صوبو ں کا رول ہے اور ان کا رول کتنا بنتا ہے۔لیکن چونکہ یہ نیشنل ایشو ہے Overall holistic approach ہم سمجھتے ہیں حکومت کی ہونی چاہیے جس طریقے سے ہیلتھ کے اور ایشوز ہیں پولیو campaign ہیں۔سر اس میں میں پوچھنا چاہوں گی ایک تو یہ communication strategy حکومت اگر کچھ اقدامات لے بھی رہی ہے اور صوبوں کی مدد کر بھی رہی ہے اور U.N. agencies بھی شامل ہیں تو communication strategy لوگوں کے اندر شعور پیدا کرنے کے بارے میں غذا کیسی ہونی چاہیے۔ کتنی ہونی چاہیے۔ اس کے حوالے سے چونکہ حکومت کی اربوں کھربوں کی advertisements روزانہ ٹیلی ویژن پر لیکن کوئی communication strategy awareness اس حوالے سے نہیں ہے۔کیا حکومت کوشش کرے گی؟

جناب سپیکر: آپ کا سوال ہو گیا ہے۔دو سوال نہ کیجیے گا ایک سوال کریں۔ان کا مائیک کھولیں۔

محترمہ شازیہ مری: میں صرف یہ معلوم کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہی حکومت کے دعوے ہیں کہ غربت کم ہو گئی ہے۔سر غربت کم ہو جائے اور malnutrition بڑھ جائے یہ سمجھ میں نہیں آتا تو حکومت بتائے کہ کیا خاطرخواہ اس میں میکانزم ہے کیونکہ 2001 میں ایک سروے ہوا تھا۔

جناب سپیکر: آپ کاسوال آ گیا ہے۔جی ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن: شکریہ جناب سپیکر۔ بالکل ہماری معزز ممبر صاحبہ کی بات درست ہے کہ nutrition پر اتنا اچھا کام نہیں ہوا جتنا ہونا چاہیے تھا لیکن چونکہ اس گورنمٹ نے یہ initiatives لیے ہیں ایک PC-1 یہاں سے بن کر پلاننگ میں گیا ہوا ہے اور وہاں سے approve ہو جائے گا۔ان کے لیے لیے فیڈرل فنڈز بھی علیحدہ سے مختص ہو جائے گے۔جہاں تک سروے کی بات ہے ہم اس پر بھی کام کر رہے ہیں۔2017 میں بالکل ایک large scale پر transparent سروے بھی کرائیں گے کہ اس میں کیا ہو رہا ہے۔اب صوبوں کے ساتھ مل کر U.N. agencies کے ساتھ مل کر اس پر ہم کام بھی کر رہے ہیں اور سندھ میں اور بلوچستان میں اور کے پی کے میں وہاں پر فنڈز بھی آ رہے ہیں جیسے UNICEF اور World Food Programme والے سندھ میں 20 ملین ڈالر کا ان کا بھی چل رہا ہے اور ورلڈ بینک والے بھی 2 بلین ڈالر سندھ اور بلوچستان میں چل رہا ہے۔تو اسی کے ساتھ مل کر ابھی ہم کام کر رہے ہیں۔ان کو پالیسی اورگائیڈلین ہم دے رہے ہیں۔ابھی انشااللہ جلد ہی PC-1 approve ہو جائے گا پلاننگ سے اور میں آپ سے بھی request کرتا ہوں کہ آپ بھی پلاننگ والوں کو لکھیں کہ PC-1 approve کریں تاکہ یہ جو مسئلہ ہے وہ بھی حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: Communication strategy ہے کوئی advertisement کی؟

ڈاکٹر درشن: جی پی سی ون جب approve ہو گا تو اس میں سب چیزیں آ جائیں گی۔

جناب سپیکر: عامرہ خان صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

محترمہ عامرہ خان : شکریہ سر۔سر میں آنربیل پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ سوال کرنا چاہوں گی کہ اس جواب میں مختلف steps جو کہ گورنمنٹ نے لیے ہیں یا صوبوں کے ساتھ جو

مل کر لیے ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔سر میں یہ جاننا چاہوں گی کہ کیا ان steps کی efficacy کو monitor کرنے کے لیے کوئی نظام ہے۔کیا کوئی study conduct کی جاتی ہے یا کوئی ادارہ ایسا ہے جو کہ ریسرچ کرتا ہے۔تاکہ ہمیں یہ پتا چلے کہ گورنمنٹ جو steps لے رہی ہے اس کے مثبت اثرات کس حد تک آ رہے ہیں۔شکریہ۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : بالکل اس پر ایک ادارہ ہے جو فیڈرل میں کام بھی کر رہا ہے اور صوبوں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے اور ان کی پوری تفصیلات بھی ہیں اور اگر آپ چاہیں گی تو ہم آپ کو وہ provide بھی کر دیں گے۔

جناب سپیکر : عبدالوسیم صاحب آن سپلیمنٹری۔

جناب عبدالوسیم : شکریہ۔ جناب سپیکر ! میرا سوال یہ تھا کہ ملک میں غربت بڑھتی جا رہی ہے جس کی وجہ سے مائیں پیدائش سے پہلے ہی بیمار ہوتی ہیں اور ان کو وہ خوراک نہیں مل پاتی، کیونکہ وہ خوراک خرید نہیں پاتیں تو ان کو مل نہیں پاتی۔ ہم نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام بھی اس حوالے سے ترتیب دیا ہے لیکن ان دیہاتوں تک وہ چیزیں اس انداز تک نہیں پہنچ پا رہیں، وہ خوراک اس انداز میں نہیں پہنچ پا رہی تو اس پیسے سے ان ماؤں کو وہ خوراک دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بچہ صحت مند ہو گا۔اس کے ساتھ ساتھ یہ ہے کہ افزائش نسل بڑھتی جا رہی ہے اور ہمارے پاس غذا اس انداز سے نہیں ہے،تو اس پر بھی کوئی کام ہو رہا ہے کہ اس کو روکا جائے یا اس کو دیکھا جائے۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : اس پر میں یہ بتاؤں گا کہ یہاں پر ایک National Fortification Alliance ہے ان کو forty six million poundsجو ان کا فنڈ ہے اور جیسے آپ کہہ رہے ہیں کہ غذا کا مسئلہ ہے تو اس میں وہ فلور ملز کو بھی دیں گے جس میں آئرن اور فولک ایسڈ ہو، آئل کمپنیز، آئل ملز اور جو گھی ملز ہیں ان کو وٹامن اے، وٹامن ڈی دیں گے اور نمک iodized ہو تو اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔لیکن جہاں تک آبادی کی بات ہے تو آبادی بڑھ رہی ہے، بالکل بڑھ رہی ہے کیونکہ آج کل آبادی کا پورا کام صوبوں کو آگیا ہے۔لیکن فیڈرل اس میں

بھی گائیڈ لائن دے رہی ہے اور جیسے مردم شماری ہو گی تو اس میں پوری تفصیلات آجائیں گی اور جیسے فیملی پلاننگ کام کر رہی ہے تو اس کے بعد ہم اس کو اور بھی بڑھا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : اگلا سوال شاہدہ اختر علی صاحبہ۔

Ms. Shahida Akhtar Ali: Mr. Speaker, my question is about the medicines, especially Steroids which are used for the body building which is causing death. Question No. 69.

<u>Mr. Speaker:</u> Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ شاہدہ اختر علی : جناب سپیکر ! یہاں پر DRAP Act 2012 کا بھی حوالہ دیا گیا ہے،انہوں نے FID کا بھی حوالہ دیا ہے کہ اس کے تحت میڈیسن کو eradicate کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ملزمان جن کے لائسنس تھے ان کو ختم کر دیا گیا اور ملزمان گرفتار ہیں۔کیا پارلیمانی سیکرٹری اس کا جواب دے سکتے ہیں کہ ان ملزمان کو آج تک کون سی سزائیں دی گئی ہیں تا کہ آئندہ عبرت حاصل ہو اور ایسے غیر رجسٹرڈ میڈیسن پاکستان میں نہ لائی جائیں۔شکریہ۔

جناب سپیکر : پارلیمانی سیکرٹری۔

ڈاکٹر درشن : جناب سپیکر ! جیسے کہ میں نے بتایا کہ آج کل ڈرگز کا کام ہے تو اس میں جو سیل اور purchase ہوتی ہے تو وہ صوبوں کا کام ہے اور فیڈرل کا کام صرف رجسٹریشن کا ہے۔جیسے ہی یہ چیزیں ہمارے نوٹس میں آئیں تو ہم نے سب صوبوں کو لکھا اور پنجاب میں وہ لوگ arrest بھی ہوئے اور اگر آپ کوتفصیلات چاہیں تو ہم پنجاب گورنمنٹ سے لے کر آپ کو دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : شائستہ پرویز صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

محترمہ شائستہ پرویز : شکریہ۔جناب سپیکر ! پہلے بھی ادھر ہاؤس میں توجہ دلائی گئی تھی کہ صوبوں میں ڈرگ کا usage بہت زیادہ ہو رہا ہے اور خاص طور پر یونیورسٹیز میں ہو رہا ہے، KPK،پنجاب،سندھ اور ہر جگہ ہو رہا ہے۔مجھے کیا بتایا جا سکتا ہے کہ اس کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں،فیڈرل گورنمٹ کی جو responsibility ہے oversight کرنے کی۔

جناب سپیکر : پارلیمانی سیکرٹری۔

ڈاکٹر درشن : شکریہ۔جناب سپیکر ! میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ یہ چیزیں چونکہ صوبوں کے کنٹرول میں ہوتی ہیں اور ہمارا کام ہوتا ہے ان سے coordination کرنے کا اور ہم نے تمام صوبوں کو خطوط لکھے کہ یہ یہ چیز ہو رہی ہے اور آپ اس کے خلاف ایکشن لیں اور اگر معزز ممبر صاحبہ چاہتی ہیں تو میں ان کو لیٹر بھی دکھا سکتا ہوں جو کہ میرے پاس ہیں اور اس پر ایکشن بھی لیے گئے ہیں۔آپ نے دیکھا کہ پنجاب میں کافی لوگ arrest بھی ہوئے،وہاں پر raid بھی ہوئے اور سٹور بھی بند ہو گئے اور مظفر آباد میں بھی ایسا ہوا۔ تو یہ communication کا،لیٹر کا ہے تو وہ میرے پاس ہے اور اگر وہ چاہیں تو میں دکھا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر اظہر جدون صاحب آن سپلیمنٹر ی۔

ڈاکٹر محمد اظہر خان جدون : شکریہ۔جناب سپیکر ! میں پارلیمانی سیکرٹری سے یہ سوال کرنا چاہ رہا ہوں کہ ابھی پچھلے دنوں جو drug manufacturers ہیں انہوں نے سندھ ہائیکورٹ میں stay لے کر drugs کی prices کو خود بڑھا دیا تھا اور گورنمنٹ نے ابھی تک اس کے بارے میں کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر : ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : جناب سپیکر ! وہ زیادہ drugs نہیں تھیں تھوڑی سی drugs تھیں جن کے ریٹس بڑھے تھے اور انہوں نے خود بڑھائے تھے اور جب ہم نے ان کو کینسل کیا تو وہ کورٹ میں چلے گئے تھے اور ان کی ابھی last hearing دو مہینے پہلے ہوئی تھی۔میں سمجھتا ہوں اس پر جلدی فیصلہ ہو جائے گا اور ہم اس کو صحیح طریقے سے follow بھی کر رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ کیس ہماری favour میں آجائے گا اور بہت جلدی ایک hearing بھی ہے اور اس میں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر : وسیم اختر شیخ صاحب اگلا سوال کریں not present۔ شائستہ پرویز صاحبہ۔

محترمہ شائستہ پرویز : سوال نمبر 71۔

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ شائستہ پرویز : جناب والا ! I am grateful کہ جواب تفصیلی آیا ہے لیکن میں ہاؤس کی توجہ اس طرف کرانا چاہتی ہوں کہ ملک میں شرح آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور ہم نے انشورنس ہیلتھ کارڈ introduce کرائے ہیں۔ یہاں پر mother and child کی میڈیسن کی بھی بات ہوئی ہے تو کیا ہم اس کو link کر سکتے ہیں اپنی آبادی کو کنڑول کرنے میں کہ ہم دو بچوں کے بعد یہ ہیلتھ کارڈ ایشو نہیں کریں گے یا ان کو وہ facilities نہیں دی جائیں گی۔اس سے We can control population also.

جناب سپیکر : ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہو تو سکتا ہے لیکن اگر یہ ہو گا تو زیادتی ہو گی کہ ابھی تک جو غریب لوگ ہیں جن کے چار چار،پانچ پانچ،چھ چھ بچے ہیں تو وہ کدھر جائیں گے۔یہ پہلی دفعہ پاکستان کی ہسٹری میں یہ ہوا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے ایک ہیلتھ انشورنس پروگرام کے لیے وہ کارڈ دیے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اسی کو ان کا فائدہ لینا چاہیے لیکن آگے جو population wings ہیں تو ان کو مضبوط کریں اسی پر کام کریں اور سب لوگوں کو on board لیں تا کہ اس پر آئندہ کے لیے کام ہو سکے۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر شازیہ صوبیہ صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

ڈاکٹر شازیہ صوبیہ : شکریہ۔ جناب والا ! سوال نمبر 71 میں ضمنی سوال کروں گی کہ جواب B میں انہوں نے کہا ہے کہ مسلسل تین سالوں کے دوران دس فیصد سالانہ ریٹ کو کم کیا جائے گا۔لیکن ہم نے تین دفعہ دیکھا ہے کہ اگست میں اور ستمبر میں وہ ریٹ بڑھتے ہی گئے ہیں۔انہوں نے pregnancy کے regarding انہوں نے بات کی ہے کہ فولک ایسڈ،آئرن اور کیلشیم سب چیزیں مارکیٹ میں available ہیں۔میں سیکرٹری صاحب کو بتانا چاہوں گی کہ بہت سے ایریا ایسے ہیں جہاں پر فولک ایسڈ available نہیں جو کہ early pregnancy میں بہت زیادہ necessary ہوتے ہیں۔ third last میں انہوں نے کہا کہ بہت ساری جگہوں میں ضروریات کو پورا کرنے ک لیے کافی مقدار میں دوائیاں بنائی جا رہی ہیں تو کیا وہ branded ہیں اور ان کی کوالٹی پر دیہان دیا جا رہا ہے یا وہ میڈیسن بی کوالٹی کی بن رہی ہیں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن : جناب والا! معزز ممبر صاحبہ نے تین، چار سوال پوچھ لیے ہیں۔میں ان کو بتاؤں کہ یہ جو قیمتیں ہیں تو یہ سالانہ consumer index کے حساب سے بڑھتی ہیں اور اسی میں اس دفعہ 2.48 فیصد price index بڑھی تھی لیکن ہم نے پچاس فیصد بڑھائے تھے۔تو وہ ایسے نہیں بڑھتی ہیں تو باقاعدہ drugs price board بنا ہوا ہے جو اس کو بڑھاتے ہیں اور اس کے لیے پوری کمیٹی بنی ہوئی ہے۔اس کے علاوہ یہ جو فولک ایسڈ ہے تو آپ کی بات ٹھیک ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کہیں پر نہ بھی ہو کیونکہ یہ مارکیٹ ہے اور مارکیٹ میں ہر کوئی revenue کے حساب سے بزنس دیکھتا ہے اور اس کی قیمتیں کم ہیں 0.43 paisa اس کی tablet کی قیمت ہے۔اسی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ کہیں پر نہ بھی ہو اور آپ ہمیں بتائیں تو ہم ensure کرتے ہیں کہ ہم وہاں پر یہ available کرا دیں گے۔

جناب سپیکر : شیر اکبر خان صاحب اگلا سوال کریں۔

جناب شیر اکبرخان : سوال نمبر 72

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

جناب شیر اکبرخان : جناب سپیکر ! میرا منسٹر آف سٹیٹ سے سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ جو جواب دیا گیا ہے تو میں اس سے مطمئن نہیں ہوں اور mismanagement اور کرپشن کی وجہ سے پیسکو کا بہت برا حال ہے۔99 فیصد ملازمین کرپٹ ہیں اور ان ملازمین کے خلاف تین، ساڑھے تین سال سے زیادہ کا عرصہ ہو چکا ہے کہ حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم کرپشن کے خلاف اقدامات کر رہے ہیں۔آج تک پیسکو میں آپ کا جائز کام بغیر کرپشن کے نہیں ہو سکتا ہے اور صارفین مصیبت میں مبتلا ہیں۔آج تک حکومت نے ان کرپٹ ملازمین کے خلاف کیا اقدامات کیے ہیں؟

جناب سپیکر: جی چوہدری عابد شیر علی صاحب۔

چوہدری عابد شیرعلی:شکریہ جناب سپیکر! میں محترم شیراکبرخان صاحب کو گزارش کرناچاہتاہوں کہ یہ حکومت کی سب سے جو top priority ہے کہ ہم نے کرپشن کو eliminate کرناہے ان سیکٹرز کے اندر اور ہم نے بہت حد تک اپنے employees کو بھی مختلف areas کے اندر پکڑا ور ان کے اوپر FIR بھی register کی۔اگر کوئی آپ کے پاس evidences ہیں یا آپ سمجھتے ہیں کہ فلاں بندہ کرپشن میں involve ہے تو ان کے خلاف

لائیں ثبوت۔ہم اسی وقت ایکشن لیں گے۔ہمارے پاس جو بھی کیسز آتے ہیں۔ہم ان کو register کرتے ہیں۔

ہم نے اپنے محکمے سے بہت سے گند کو نکالاہے۔وہ کورٹ میں جاکر stay order لیکرآتے ہیں۔اس کے باوجود ہم نے اپنا پورا ایکrole play کیا ہےا ور اس میں جہاں جہاں پر بھی ہمیں نشاندہی ہوتی ہے کرپٹ لوگوں کی میں آپ کی بات سے agree کرتاہوں کہ بہت سے لوگ involveہوتے ہیں اس میں۔جہاں پر لوکل لوگ involveہیں وہاں پر employees بھی involve ہیں اس کرپشن میں،بجلی چوری کرانے میں پیسے لین دین میں،دونوں لوگ involveہیں۔جو بھی آپ کے پاس evidences ہیں اس base پر ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: جی شیخ صلاح الدین صاحب آن سپلیمنٹری۔

شیخ صلاح الدین:شکریہ جناب سپیکر! جو سوال ہے وہ بڑا اہم ہے۔ یہ جو ناسور کی طرح پھیل چکی ہے کرپشن اس وقت ملک کے اندر اور اس کے خاتمے کے لیے جو پوچھا ہے ہمارے ممبر نے کہ وہ کون سے کیسز درج کیے ہیں یا نہیں کیے ہیں۔یہ انہوں نے ابھی اس میں نہیں بتایا کہ یہ کہہ رہے ہیں آپ پکڑ کر لیکرآئیں تو ہم اس کو سزا دیں گے۔یہ کونسا طریقہ ہے کہ جب ایک چیز پتہ ہے کہ PESCOہوگیا یا جو بھی اس وقت HESCOہے اتنی کرپشن ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا جینا محال ہوگیا ہے اور آپ عوام کے اوپر بوجھ ڈال دیتے ہیں۔ان کی unit pricesبڑھاکر۔لیکن آپ اس کا خاتمہ نہیں کررہے ہیں،اس جڑ کو نہیں کاٹ رہے ہیں جہاں پر یہ کرپشن ہورہی ہے اور یہ کرپشن اتنی زیادہ ہوگئی ہے کیونکہ جب تک ڈپارٹمنٹ ملا ہوا نہیں ہوگا اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ڈپارٹمنٹ اس کا ذمہ دار ہےا ور آپ اس کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے،آپ منسٹر ہونے کی حیثیت سے آپ نے کتنا کام کیا ہے اس کرپشن کو ختم کرنے کے لیے یہ سوال جو ہے وہ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی عابد شیر علی صاحب۔

چوہدری عابد شیر علی:شکریہ جناب سپیکر! میں آنریبل ممبر کو تفصیل بھی دے دوں گا کہ ہم نے کتنے percent line losses کو کم کیا اور کتنے فیصد ہم نے recovery کو improve کیا۔لیکن جو آپ ان areas کی بات کررہے ہیں وہاں پر ہمیں رینجرز کا بھی استعمال

کرناپڑا۔ہم نے اپنے employees جو کرپٹ ترین لوگ تھے ان کو پوسٹوں سے ہٹایا۔میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ ہمارے آگے stay orders آجاتے ہیں جو ہم لوگوں کو،یہ نہیں ہے کہ آپ پکڑ کر لوگوں کو اسی وقت terminate کردیں۔اس کا ایک procedure ہے۔اس کی ایک hearing ہوتی ہے اور میں آپ کو list provide کردوں گاDISCO-wise کہ ہم نے کتنے اپنے topکے اور جو چھوٹے ملازمین ہیں ان کے اوپر ایکشن کیا۔

مجھے خود بھی پتہ ہے۔یہ صرف HESCO, SEPCOمیں مسئلہ نہیں ہے،PESCO میں بھی ہے،LESCO میں بھی ہے،FESCO کے اندر بھی ہے پورے پاکستان کی distribution companies کے اندر یہ مسئلہ ہے۔ہم اس کرپٹ مافیا کو کوئی تقریباً 90سے 100لوگ ہوں گے جن کے خلاف ہم اس وقت تک محکمانہ کارروائی کرچکے ہیں اور تقریباً ڈیڑھ دو ہزار کیسز جو publicly ہیں جن میں ان کی involvement ہے، directly ان کے اوپر بھی ایف آئی آر درج کرچکے ہیں۔ہم نے اپنے ملازمین کے اوپر بھی ایف آر درج کی ہیں۔میں ان کی بھی تفصیل آپ کو دے دوں گا۔

جناب سپیکر: جی ساجدہ بیگم صاحبہ آن سپلیمنٹری۔

محترمہ ساجدہ بیگم: شکریہ جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے میرا بھی سوال ہے کہ جیسے وہ فرمارہے ہیں کہ ہمیں کوئی ثبوت دے۔PESCO کے حوالے سے میں نے روزوں میں یہاں پر خواجہ آصف صاحب کے دفتر میں شکایت لکھوائی وہاں پر تین چار گاؤں ہیں جہاں پر ٹرانسفارمر خراب ہے وہ تبدیل نہیں کیا اور وہ لوگ ہمارے گھر میں آئے تو پھر میں نے دوسرے منسٹر صاحب سے بھی گزارش کی تو پھر انہوں نے کہا کہ وہاں پر لوگ بل نہیں دیتے۔ہمارا وہاں پر سروے ہواہے۔پھر میں نےاسی گاؤں سے ان کو بل لاکر دے دیے ہزاروں کی تعداد میں۔پھر بھی انہوں نے ٹرانسفارمر ٹھیک نہیں کروایا۔PESCO والے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں آرڈر ہے کہ کے پی کے میں ہماری حکومت نہیں ہے تو اس کے کسی گاؤں میں بھی بجلی نہیں provide کرنی ہے تو یہ زیادتی ہے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے۔میرے خیال میں اس طرح زیادتی نہیں کرنی چاہیے۔اس لیے کہ الیکشن جیتنا اور حکومتیں چلانا ایک الگ بات ہے۔لیکن لوگوں کو facilitate کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم نے کھڑے ہوکر بل لاکر ان کو دیے۔ابھی تک انہوں نے وہاں پر ٹرانسفارمر تبدیل نہیں کروایا۔

جناب سپیکر: جی چوہدری عابدشیر علی صاحب۔

چوہدری عابدشیر علی: میں محترمہ کو بتاناچاہتاہوں کہ یہ جو فرمارہی ہیں۔اگر ایسا ہوتا تو پورے کے پی کے اندر اندھیرا ہوتا۔کوئی ایسی victimization نہیں ہے۔ہم تمام facilities provide کررہے ہیں جناب سپیکر! جہاں پر مسئلے ہیں ٹرانسفارمر کی جو complaints آتی ہیں اس کی replacement کا issue ہے۔ہم اس کی replacement کے لیے جو بھی ہمارے پاس available resources ہیں۔ہم immediately ان کو provide کرتے ہیں۔ہاں ان areas کے اندر جہاں پر high losses ہیں،جہاں پر theft ہے بہت زیادہ more than 70% to 80% وہاں پر ضرور ہماری ڈائریکشن ہے کہ جو ٹرانسفارمر کی replacement ہے اس پر اور میں محترمہ کو on the Floor of the Houseجناب سپیکر! آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ آجائیں بیٹھ جائیں۔میں وہ areas بھی ان کے سامنے رکھ دیتاہوں۔اگر یہ billing issues کی بات کرنی ہے کہ ان کی بہتری ہے رکوری تو جیسے یہ کہیں گے ویسے ہم کرلیں گے۔اگر اس کے متبادل ہوا،اگر اس کے برخلاف الٹا ہوا تو پھر جو ہم request کریں گے legal طریقے سے جو channel بنتا ہے وہ لوگوں کو facilitate کرنے کے لیے جناب سپیکر ہم تیار ہیں۔

جناب سپیکر: جی سپلیمنٹری جمشید دستی صاحب۔

جناب جمشید احمد دستی: شکریہ جناب سپیکر! میرا محترم وزیرصاحب سے سوال ہے۔بلکہ میں اس پر پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کرناچاہتاہوں کہ بجلی چوری یقیناً جرم ہے اور سیاسی اختلافات اپنی جگہ۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں شیخ صاحب،اعجاز صاحب پلیز،نہیں سعد صاحب پلیز،اعجاز صاحب پلیز تشریف رکھیں۔سعد رفیق صاحب پلیز،اعجاز صاحب پلیز۔

(مداخلت)

جناب سپیکر:اعجاز صاحب پلیز،سعد رفیق صاحب پلیز،نہیں کوئی مائیک پر بات نہیں ہوئی expunge والی پلیز تشریف رکھیں،سعد رفیق صاحب کائنڈلی تشریف رکھیں،جی دستی صاحب پلیز سوال کیجیے۔

جناب جمشید احمد دستی: گزارش ہے کہ ہمارے جو ورکرز ہیں واپڈا مظفرگڑھ میں۔ان کےاوپر بجلی چوری کے جھوٹے مقدمات بناتے رہیں۔کل ہمارے ایک وائس چیئرمین پر بجلی چوری کا پرچہ دیاگیا۔میں سپیکر صاحب کو کہتاہوں کہ منسٹر صاحب انکوائری کریں۔اگر ہمارے لوگ اس میں ملوث ہیں تو ہم سزا بھگتیں گے۔ورنہ واپڈا کے جتنے کرپٹ لوگ ہیں وہ وہاں پر پیسے دیکر ان کی پوسٹنگ لے لیتے ہیں اور وہ مقامی لوگ ہیں اور وہ انتقامی طور پر کیونکہ مقامی مسلم الیگ (ن) کے ایم این اے کے معرفت لگے ہوئے ہیں وہاں پر ایک .S.Eاور وہ victimize کررہے ہیں اور جھوٹے مقدمات درج کررہے ہیں۔کل بھی میرے وائس چیئرمین صفدر نامی پر جھوٹی FIR درج ہوئی ہے تو میں منسٹر صاحب سے گزارش کرتاہوں کہ ذاتیات کے بجائے آپ اس کو دیکھیں۔اگر ہم جرم کریں یا بجلی چوریں کریں تو ہم سزا بھگتیں گے۔ورنہ جو آپ کے کرپٹ آفیسر ہیں وہ انتقامی طور پر جو ان کے لیگی ایم این اے کی معرفت لگے ہوئے ہیں یہ انتقامی سلسلہ روک دیں اور وہ ہمارے جو صفدر صاحب پر جو کل ایف آئی آر ہوئی تھانہ شاد مال میں بجلی چوری کی وہ ہمارے وائس چیئرمین کے الیکشن لڑے ہیں تو اس لیے وہ زیادتی کررہے ہیں۔اب اس کے لیے منسٹر صاحب ہمیں ادھر statement دیں اور اس کی انکوائری کروائیں۔شکریہ۔

چوہدری عابد شیر علی: شکریہ جناب سپیکر! میں دو ماہ پہلے ویسے ہی میں نے random visit کیا وہاں پر مظفر گڑھ میں۔مجھے شکایات بڑی موصول ہورہی تھیں اپنے محکمے کے خلاف تو جناب سپیکر! میں نے اپنے visit کے دوران وہاں پر .S.E کے خلاف،وہاں پر ہمارے ایک XENان کےاوپر میں نے ایکشن لیا اور اس کو suspend کیا اور بڑی سفارشیں بھی آئیں میرے پاس ہمارے کولیگ کی۔ہم نے کسی کی سفارش نہیں مانی۔میں سمجھتاہوں کہ یہ دستی صاحب کاکہنا کہ politically وہاں پر involvement ہے۔کسی قسم کی نہیں ہے۔کسی قسم کی ڈائریکشن نہیں ہے کہ آپ نے کسی پر political victimization کرنی ہے۔ کیونکہ کسی قسم کی directionگورنمنٹ کی طرف سے یا منسٹری کی طرف سےقطعاً نہیں ہے۔پورے ملک کےاندرequal basis پر چاہے اس کا تعلق(PML(Nسے ہے، پیپلز پارٹی سے ہے کسی بھی پارٹی سے ہو،بجلی چور بجلی چور ہوگا،اس کا جو بھی جرم ہے اس کے مطابق ہی اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔

جناب سپیکر: جی next question شکیلہ لقمان صاحبہ کا ہے۔یہ کامرس کو ٹرانسفر ہوگیا ہے۔محمد مزمل قریشی صاحب۔

جناب محمد مزمل قریشی: سوال نمبر 74۔

Mr. Speaker: Answer be taken as read, supplementary.

جناب محمد مزمل قریشی: شکریہ سپیکر صاحب۔سر میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال بھی ہے اورماشاءاللہ یہ بہت محنت کرتے ہیں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ان کو ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے misguide کیا جاتا ہے۔ان کی پرفارمنس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہوں گا لیکن یہ سوال کے جواب میں اگر ہم دیکھیں کہ پہلی لائن میں ان کے جواب میں یہ لکھتے ہیں کہ کوئی بھی ایسی ڈرگ رجسٹرڈ نہیں ہے جس کے اوپر ایکشن لیا گیا ہے یا فیل ہورہی ہو۔لیکن اُسی کے ساتھ ساتھ آگے چل کر اگر ہم دیکھیں تو اس پر وہ انکوائری،شوکاز کی بھی بات کررہے ہیں،اس پر وہ جو ان کے 30آئٹمز ہیں ان کو بلوا کر ان سے باز پرس بھی کی جارہی ہے تو یہ میں نہیں سمجھتا کہ یہ ساری کی ساری چیزیں جو ہیں وہ اس طریقے سے چلیں گیں۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب محمد مزمل قریشی: ہم نے پچھلے دنوں میں میڈیا پر بھی دیکھا کہ جو باڈی بلڈنگ کرنے والے لوگ ہیں وہ اس طرح کی جو medicines ہیں وہ کھا کر لوگ مررہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال کیا ہے؟

جناب محمد مزمل قریشی: جو ڈرگ،ان کا جو DRAP ہے وہ ڈیپارٹمنٹ کیا کررہا ہے؟جو ان کے ڈرگ انسپکٹرز ہیں وہ کیا کررہے ہیں؟ سوائے اس چیز کے کہ جا کر ان سے بعض معاملات طے کرکے پیسے لے لیتے ہیں،کوئی ان کا ایکشن نہیں ہے،کسی قسم کی کوئی پرفارمنس نہیں ہے۔جو ڈرگ انسپکٹرز ہیں ان کی رپورٹ بھی یہاں پر پیش ہونی چاہیے کہ وہ کیا کررہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی پارلیمنٹری سیکرٹری۔

ڈاکٹر درشن: شکریہ سپیکر صاحب۔بالکل معزز ممبر صاحب کی بات ٹھیک ہے مجھے نہ تو ان کا question سمجھ میں آیا ہے نہ مجھے ان کا answer سمجھ میں آیا ہے۔یہ دونوں چیزیں سمجھ میں نہیں آئیں کیونکہ میرے معزز ممبرصاحب نے یہ پوچھا ہے it is fact that excessive and harmful expensive medicines are being sold in the country

at present.تو انہوں نے کوئی نام نہیں لکھا،کوئی بتایا نہیں کہ کون سی ایسی میڈیسن ہیں جو harmful بھی ہیں اورexcessive use بھی ہورہی ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے اوردوسرا جو ڈیپارٹمنٹ نے reply دیا ہے وہ بھی ماشاء اللہ وہ بھی ایسا ہی reply دیا ہے کہ جی یہاں پر کوئی harmful medicine نہیں ہے۔انہوں نے بھی نہیں پوچھا کہ آپ کس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔کون سا آپ کو جواب دینا چاہیے۔بالکل معزز ممبر صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ جو ہے ایک تو ان کو نام بتانا چاہیے کہ یہ باڈی بلڈنگ کی جو medicines ہیں یہ بالکل مارکیٹ میںuseہورہی تھیں۔جب یہ بات ہمارے نوٹس میں آئی تو ہم اس پر ڈائریکٹ ایکشن تو نہیں لے سکتے کیونکہ یہ سیل کا معاملہ provinces کا ہے اورprovincesہی اس کو dealکرتے ہیں۔تو ہم نے provinces کو letter لکھے اورانہوں نے اس پر ایکشن بھی لیا۔کافی medicines پکڑی بھی گئی،raidبھی ہوئے،کچھ لوگ جیل میں بھی گئے۔یہ اگر ان کی detailsمانگنا چاہیں گے تو وہ details بھی دے دوں گا۔اگر وہ چاہیں کہ ہم نے ان کو لکھا یا نہیں لکھا،وہ چاہیں تو اس میں میرے پاسletters ہیں وہletterبھی میں ان کو دکھا دوں گا۔شکریہ سپیکر صاحب۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری طاہرہ اورنگزیب صاحبہ۔

محترمہ طاہرہ اورنگزیب: شکریہ سپیکر صاحب۔میرا منسٹر صاحب سے بڑا مختصر سوال ہے کہ ایک میڈیسن ہے Centrum by heart وہ ڈاکٹر ہارٹ سرجری کے بعد لکھ کردیتے ہیں لیکن گزشتہ چھ ماہ سے وہ کسی میڈیکل ہال میں،کسی سٹور پر نہیں مل رہی۔کراچی سے لیکر اسلام آباد تک پاکستان کے کسی شہر میں،اس کی وجہ کیا ہے۔شکریہ۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر درشن صاحب اورمہرین بھٹو صاحبہ بھی کہہ رہی ہیں ایک اورمیڈیسن ہے جو بالکل نہیں مل رہی۔وہ آپ ان کو دے بھی دیجئے جو آپ نے بات کی ہے نا۔

ڈاکٹر درشن: میں پوچھ لیتا ہوں اورجو معزز ممبر صاحبہ نے کہا ہے مجھے اس کا اندازہ نہیں ہے اگر یہ نہیں مل رہی تو اس کا ضرور کوئی substitute ہوگا۔اگر نہیں ہے تو ہمارے پاس ایسی کو complaints آئی نہیں ہیں۔میں اس کو دیکھ لیتا ہوں اورپھر میں بتاؤں گا کہ اس کا کیا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: مہرین رزاق بھٹو صاحبہ آپ بھی بتا دیجئے کہ کون سی میڈیسن ہے جو نہیں مل رہی۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: سپیکر صاحب! یہ میں نے آپ کو request کی Wilson disease کیلئے جس میں liver میں lead کی جو deposition ہوجاتی ہے تو Penicillamine جو ہے وہ پورے پاکستان میں چار ماہ سے نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر: یہ لکھ کر بھی دے دیجئے۔

ڈاکٹر مہرین رزاق بھٹو: جی ان کو میں نے بتا دیا ہے۔یہ please اگر آپ چیک کروا لیں کہ کیاوہ فیکٹریوں نے بنانا بند کردی ہے۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر درشن صاحب۔

ڈاکٹر درشن: سر کیونکہ یہ ایک کمرشل کام ہوگیاہے۔سب فیکٹریاں یہ چاہتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ منافع ہو۔کیونکہ یہ rare disease ہوتی ہیں یہ میڈیسن بھی سستی ہوتی ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے خرچ تو اتنا ہی ہوتا ہے تو ہم کیوں بنائیں لیکن میں DRAP والوں کو کہتا ہوں کہ ان کو لکھتے ہیں کہ وہ کوشش کریں بلکہ ان کو bound کریں کہ وہ یہ بنائیں اوریہ available ہوں۔

جناب سپیکر: Availability ضروری ہے۔

ڈاکٹر درشن: جی ایک کی زندگی بچ گئی توپوری انسانیت بچ گئی۔شکریہ۔

جناب سپیکر: Next question عائشہ سید صاحبہ۔

محترمہ عائشہ سید: سوال نمبر 75

<u>Mr. Speaker:</u> Answer be taken as read, supplementary.

محترمہ عائشہ سید: شکریہ جناب سپیکر صاحب۔سپیکر صاحب ایک تو میں requestکروں گی کہ ہم یہاں پر جو محکموں سے question answer کرتے ہیں یہ محکموں کی بہتری کیلئے،توجہ دلانے کیلئے ہوتے ہیں۔یہ اس لئے نہیں ہوتے کہ بس ہمارے جوابات الٹے سیدھے،کبھی صحیح کبھی غلط،تو ہماری درخواست ہوگی کہ یہاں پر منسٹرز بھی بیٹھے ہوتے ہیں،یہاں پر انتظامیہ بھی بیٹھی ہوتی ہے تو ہم جو سوالات کریں،یہ پاکستان کا بہت مقدس ایوان ہے اس پراربوں روپیہ خرچ

ہوتا ہے۔تو مطلب یہ ایکexercise نہ ہوبلکہ اس سے ملک کو کچھ حاصل ہو۔یہاں پر میرا سوال یہ ہے کہ پاکستان دنیامیں ہم ایک agricultural country ہیں لیکن ہم دنیا میں جہاں پر اپنا فروٹ،ہماری جو بھی خوراک کی چیزیں ہیں جب بھیجتے ہیں ایک تو اس کی قابل استعمال مدت کم ہوتی ہے۔

دوسرا issue جو ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں sending end and receiving end کا کوئی سسٹم نہیں ہے تو پاکستان سے جانے والا فروٹ،ہمارا آم،ہمارا کینو،ہمارا آڑو لیکن منسٹری کا وہ سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے وہ standard نہیں ہوتا جوبین الاقوامی ہے۔جو بین الاقوامی تجارت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سے decide نہیں ہوتے کہ یہ فروٹ آئے گا مطلب سال کا تھوڑا حصہ یہ فروٹ آئے گا اوراس کو ہم مارکیٹ میں دے سکیں گے تو وہ standardنہیں ہے۔اورتیسری چیز جو اس وقت انٹرنیشنل standard ہے کہ دنیا میں مالٹا،کینو،انار یہ سارے seed free ہوگئے ہیں اس لحاظ سے پاکستان 50 سال پیچھے ہے۔

جناب سپیکر: جی سوال کیجئے۔

محترمہ عائشہ سید: میرا سوال یہ ہے کہ ان چیزوں پر ریسرچ کا ہی سوال ہے میرا کہ ریسرچ کیوں نہیں کی جارہی۔

جناب سپیکر: رجب علی بلوچ صاحب۔

جناب رجب علی خان بلوچ: بِسمِ اللہِ الرّحمٰن الرّحِیم۔ جناب سپیکر محترمہ نے جن چیزوں کی نشاندہی کی ہے۔میں بالکل ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ ماضی میں ہمارے ملکی حالات اورکچھ دیگر چیزوں کی وجہ سے اس طرح کے ایشوز آتے رہے لیکن اب اس گورنمنٹ نے اس کو جدید تقاضوں international standardsتک لانے کیلئے،میں خاص طورپر ان کوذرا چھوٹی چھوٹی مثال دوں۔mango کو لے لیں،mango اورکینو کے اوپر fruit fly کا جو مسئلہ تھا یورپی یونین نے اس پر اس کو ban کرنے کی حد تک بات کی تو منسٹری نے اورگورنمنٹ نے اس کے اوپر بڑی تیزی کے ساتھ کام کرتے ہوئے اورPARCنے وہ جو Hot Water Treatment Plant تھے وہ بنائے اوراس کو استعمال کرتے ہوئے اب پچھلے دو تین سال سے ہماریmango کی ایکسپورٹ ہورہی ہے جناب سپیکر اس کے اوپر اب تک کسی shipment کے اوپر بھی کوئی allegation یا کوئی چیزنہیں آئی up to the standard ہے۔۔PARC کا بنایا ہوا Hot

Water Treatment Plant بھی اور ہماری بھیجی ہوئی consignments بھی انٹرنیشنل standard کے عین مطابق ہے۔

جناب سپیکر! کینو کیلئے آپ کو پتہ ہے کہ citrus area سرگودھا اور گردونواح کا area ہے۔ وہاں پر جو باغات ہیں ان کو مختلف cluster کی صورت میں کرکے ان کے جو ایکسپورٹرز ہیں یا جو farmers ہیں ان کو باقاعدہ ٹریننگ دی گئی۔وہاں پر fruit fly کیلئے سپرے کی بجائے یہ ایک،اس کو بولتے ہیں Pheromone Traps وہ لگائے گئے۔مطلب اس میں دیگر چیزیں،ان کو باقاعدہ ٹریننگ دے کر اوراب صورتحال یہ ہے کہ ابھی کینو کے اوپر بھی ہمیں اب کوئی مزید شکایت نہیں آرہی۔

سپیکر صاحب میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو shelf life والی بات ہے یا یہ جو پیکج سسٹم ہے واقعی دنیا میں اس پر بڑی تیزی سے کام ہورہا ہے۔لیکن اب جیسے ہماری جو بندرگاہیں ہیں ان پروہ سہولیات حاصل نہیں ہیں کہ اس کو وہاں پرسٹور کرکے اورآگے اس کو کتنی مدت تک ہم استعمال کرسکتے ہیں۔بہرحال ہم اپنے وسائل میں رہتے ہوئے،اسکی پیکنگ،اس کی ورائٹی اوراس کا یہ fruit fly وغیرہ کیطرح کی جو چیزیں ہیں جس پر انٹرنیشنل اعتراضات ہیں ان پر گورنمنٹ نے کافی حد تک قابو پالیا ہے۔اورکوئی ایک خاص،وہ جو پہلے ہوتا تھاکہ فلاں کمیونٹی یا فلاں ملک نے ہمارے فروٹ پر import کیلئے کوئی پابندی لگادی ہو وہ نہیں ہے۔ہاں seedless کینو کے اوپر بھی ایوب ریسرچ انسٹیوٹ میں میں نے خود جاکر اس کو visit کیا اوردیکھا کہ اس پر بھی کام ہورہا ہے تو اپنے وسائل میں رہتے ہوئے پاکستانی گورنمنٹ ان چیزوں کو ٹھیک کرنے کی کوشش کررہی ہے۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری عبدالقہار خان صاحب۔

جناب عبدالقہار خان ودان : مہربانی جناب سپیکر۔میرا ضمنی سوال ہے کہ زراعت ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ زراعت میں export دن بدن نیچے آرہا ہے۔ خصوصاً rice سارے یورپین ممالک میں جہاں ایکسپورٹ ہورہی تھی،تو انہوں نے اب ہمیں کہا ہےکہ آپ کے ہاں ریسرچ نہیں ہورہی اور کچھ ایسی دوائیاں استعمال ہورہی ہیں جو پودے کی جڑوں تک پہنچ جاتی ہیں تو انہوں نے اب انکار کیا ہے کہ اب آپ rice ایکسپورٹ نہیں کرسکتے۔ہم نے چاروں صوبوں کا دورہ کیا اور کوئی ایک seed بھی ہمارے محکموں نے نیا دریافت نہیں کیا ہے۔

تو ہمارا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کس لئے ہے۔ پانچ،دس سال میں مجھے بتائیں کہ کوئی نیا seed انہوں نے دریافت کیا ہو۔

جناب سپیکر : جی پارلیمینٹری سیکرٹری، kindly آپ ذرا جلدی کردیجئے گا،و قت ہوگیا ہے۔

جناب رجب علی خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہاں پر معذرت کے ساتھ عرض کرو ں گا کہ میرے معزز رکن کے جو دونوں figures ہیں ان سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ Rice کی ایکسپورٹ، ہماری جو ٹوٹل پروڈکشن تھی 2015-16 کی۔ وہ 6.8 million ton تھی جس میں سے 3 million ton rice export کرچکے ہیں۔ جہاں تک seed کی بات ہے، یہ چونکہ اس سوال کا حصہ تو نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ کسی فصل کا بھی تذکرہ کریں تو میں ان کو بتاؤں گا کہ نہ صرف نئے seed بلکہ پچھلے پانچ سال میں ہم نے hybrid seed canola میں، ہم نے hybrid seed sunflower میں ہم نے hybrid seed different maize میں اور دوسری فصلوں کے ہم نے پاکستان میں introduce کروائے ہیں، اور ان کی پیداوار انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق ہے۔ جو دنیا کے hybrid ہیں ان کے مطابق یہاں پر ہمیں پیداوار دے رہے ہیں، تو میں گزارش کروں گا کہ اس کو آپ precise کرکے، آپ ایک ایک فصل پر ہم سے سوال کریں fresh question ڈالیں اور ہم سے پوچھیں کہ اس میں کیا کام ہوا ہے۔ ہم آپ کو بتائیں گے کہ کیا کیا کام ہمارے جو تحقیقاتی ادارے ہیں یا ریسرچ کے جو ادارے ہیں انہوں نے اس پر بے شمار کام کیے ہیں۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ ان کی perception درست نہیں ہے۔

Mr. Speaker: Question Hour is over. Leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Riaz Malik has requested for the grant of leave from 15th and 16th December, 2016. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Afzal Khokhar, MNA has requested for the grant of leave from 15th to 20th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Syed Imran Ahmad Shah, MNA has requested for the grant of leave from 16th to 20th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Sheikh Muhammad Akram, MNA has requested for the grant of leave for 18th to 30th November, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Dr. Fouzia Hameed, MNA has requested for the grant of leave from 18th to 30th November, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Sufyan Yusuf, MNA has requested for the grant of leave for the whole current session. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Alhaj Shah Jee Gul Afridi, MNA has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Chaudhary Armaghan Subhani, MNA has requested for the grant of leave for 14th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Sanjay Perwani, MNA has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Ehsan-ur-Rehman Mazari, MNA has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Sardar Mumtaz Khan, MNA has requested for the grant of leave for the whole current session. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Chaudhry Riaz-ul-Haq, MNA, has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Salman Khan Baloch, MNA, has requested for the grant of leave for 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Kishwer Zehra, MNA, has requested for the grant of leave for 15th and 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Sheikh Salahuddin, MNA, has requested for the grant of leave for 14th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Ghous Bux Khan Mahar, MNA, has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Kiran Imran Dar, MNA, has requested for the grant of leave from 19th to 30th November, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mian Najeebuddin Awaisi, MNA, has requested for the grant of leave for 19th and 20th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Ms. Munaza Hassan, MNA, has requested for the grant of leave from 18th to 30th November, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mr. Muhammad Ayaz Soomro, MNA, has requested for the grant of leave for 15th and 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Choudhry Muhammad Shahbaz Babar, MNA, has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?
(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Mir Zafarullah Khan Jamali, MNA, has requested for the grant of leave for the whole current session. Is leave granted?
(The leave was granted.)

<u>Mr. Speaker:</u> Sardar Muhammad Shafqat Hayat Khan, MNA, has requested for the grant of leave from 16th to 19th December, 2016. Is leave granted?

(The leave was granted.)

<u>Mr. Speaker:</u> Mr. Muhammad Nazir Khan, MNA, has requested for the grant of leave from 14th to 16th December, 2016. Is leave granted?

(The leave was granted.)

<u>Mr. Speaker:</u> Mr. Khalil, MNA has requested for the grant of leave for 16th, 19th and 20th December, 2016. Is leave granted?

(The leave was granted.)

<u>Mr. Speaker:</u> Jam Kamal Khan, Minister of State for Petroleum and Natural Resources, has informed that he would not be able to attend the session from 14th to 16th December, 2016.

(For information.)

<u>Mr. Speaker:</u> Mr. Ghulam Murtaza Khan Jatoi, Federal Minister for Industries and Production, has informed that he would not be able to attend the session from 19th December, 2016 till the conclusion of the Session due to illness.

(For information.)

جناب سپیکر : Kindly attention please میرے پاس request ہے شیخ رشید صاحب کی جو پانچ منٹ گفتگو کرنا چاہ رہے ہیں اور اس کے بعد میرے پاس request ہے،آرمی پبلک سکول پر بات کرنے کے لئے،گورنمنٹ سے اور اپوزیشن سے۔تو میں request کروں گا کہ شیخ صاحب کو آپ لوگ اجازت دیں پانچ منٹ بات کرلیں۔جی سعد رفیق صاحب۔

POINTS OF ORDER

خواجہ سعد رفیق: سر ہمیں شیخ رشید صاحب کی تقریر پر اعتراض نہیں ہے۔ان کا حق ہے مگر سولہ دسمبر کی گفتگو سترہ یا پندرہ کو نہیں ہوسکتی۔اگر پاکستان پیپلز پارٹی اس پر سٹارٹ لینا چاہتی ہے تو ہمیں بالکل اعتراض نہیں ہے۔باقی پارٹیاں بھی بات کریں APS پر،اور یوم سقوط ڈھاکہ پر بھی بات ہونی چاہیے۔اگر یہ بات آج اس ایوان میں نہیں ہوگی تو پھر اور کس چیز پر بات ہوگی۔

جناب سپیکر : وہ مختصر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔وہ پانچ منٹ بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر : جی جکھرانی صاحب۔

میر اعجاز حسین جکھرانی: شکریہ سپیکر صاحب۔میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جکھرانی صاحب میں آپ سے مشورہ کررہا ہوں کہ وہ پانچ منٹ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میر اعجاز حسین جکھرانی: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بھی پانچ سے آٹھ منٹ لوں گا اس کے بعد آپ ان کو دے دیں۔

جناب سپیکر : نہیں اس کے بعد میں گورنمنٹ کو دوں گا۔پھر شیخ صاحب کی باری آئے گی۔

میر اعجاز حسین جکھرانی: سر پاکستان پیپلز پارٹی اپوزیشن کی سب سے بڑی پارٹی ہے۔یہ میرا right ہے آپ میرا right نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر : Agreed right ہے مگر وہ request کررہے ہیں اور آپ سب کو request کررہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب سپیکر : مجھے ہاؤس کا sense لینا ضروری ہے۔

(مداخلت)

جناب سپیکر : شیخ صاحب کا مائیک کھولیں،آپ request کریجئے پلیز۔

شیخ رشید احمد: جناب میں آپ کو request کرسکتا ہوں۔

(مداخلت)

شیخ رشید احمد: میں نے ہاؤس کا sense لینا ہے۔اس لئے۔۔۔

(مداخلت)

Mr. Speaker: Please no cross talk. No cross talk. No cross talk.

جناب سپیکر : دستی صاحب پلیز۔جی شیخ رشید صاحب۔آپ کی request میں convey کررہا ہوں وہ ان کو feeling ہے کہ شاید آپ نے کوئی ایسی بات کی جو مائیک پر نہیں آئی تو اس طرح کی بات تو میں نے نہیں سنی۔

شیخ رشید احمد: میں معافی چاہتا ہوں کہ میں نے کبھی ایسا سوچا بھی نہیں۔جناب سپیکر اگر ایسا ماحول ہے تو میں آپ سے request کرسکتا ہوں،میرا آپ سے گلہ ہے۔آپ میرے سپیکر ہیں،میں نہیں تقریر کررہا۔میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ آج جتنی بڑی ذمہ داری آپ پر ہوتی ہے اتنی نواز شریف صاحب پر بھی نہیں ہے۔یہ میرا سیاسی تجزیہ ہے۔آپ نے یہاں سے ایک رقعہ دیا ایک صاحب کو،انہوں نے خواجہ صاحب کو بلایا،خواجہ صاحب نے میرے دوست،میرے بچوں کی جگہ ہے دانیا ل کو دیا،یہ ساری arrangement ہے۔

جناب سپیکر : نہیں،نہیں وہ میں بتا دیتا ہوں کہ کیا رقعہ تھا۔وہ یہ تھا کہ اگر کل والے ایشو پر بات ہوگی تو اس کے بعد دانیال صاحب گورنمنٹ کی طرف سے بات کریں گے،انہوں نے مجھے یہ رقعہ دیا ہے۔

شیخ رشید احمد : سر آپ انہیں دے دیں میں نہیں بولتا۔میں پرسوں کا،آپ کے احترام میں مجھےا گر آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر : شیخ صاحب۔

شیخ رشید احمد :میری زندگی میں آپ پہلے سپیکر ہیں۔

جناب سپیکر :جی۔

شیخ رشید احمد :جس نے اس ایوان کا قد بڑھایا نہیں کم کیا ہے۔

جناب سپیکر : Request یہ کررہے ہیں کہ آپ Monday کو بات کرلیجئے گا میں ان سے request کر رہا ہوں کہ آپ کو اجازت ہے۔

شیخ رشید احمد : ٹھیک ہے جی۔نہیں۔میں نے آپ نے سے تین دن سے request کر رہا ہوں سپیکر صاحب میر ی دیانت دارانہ رائے ہے خواجہ صاحب سمجھتے ہیں کہ شاید وہ حکومت کی

خدمت کر رہے ہیں میرے خیال ہے حکومت کی سبکی ہو رہی ہے۔میری یہ رائے ہے میں غلطی پہ بھی ہوسکتا ہوں۔اگر پیپلزپارٹی کے میرے معزز رکن بات کرنا چاہتے ہیں کر لیں۔میں تقریر Monday کو کر لوں گا۔میں Monday کو کروں گا۔

جناب سپیکر :شکریہ شیخ صاحب۔اعجاز جکھرانی صاحب۔

میر اعجاز حسین جکھرانی :مسٹر سپیکر آج سولہ دسمبر ہے اور پاکستان کی تاریخ میں یہ دن اس دن کی کوئی اچھی یادیں نہیں ہیں۔آج آرمی پبلک اسکول کےattack کو دو سال ہوگئے ہیں۔آج ان کی دوسری برسی ہے۔میں اپنی تقریر کے بعد یہ بھی کہوں گا کہ ہم دعا کریں اس ملک سے ا س طرح کی دہشت گردی ختم ہو جائے۔سر آج سقوط ڈھاکہ بھی ہے 45 سا ل پہلے آج کے دن پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے تھے اور کیا ہم دیکھیں ان 45 سالوں میں کیا ہم نے کچھ سیکھا ہے، کیا ہم اس کی بہتری کی طرف گئے ہیں۔مجھے تو نہیں لگ رہا کہ اس،اتنے بڑے سانحہ سے ہم کوئی سیکھ سکیں۔ہمارے وہی طریقے ہیں بےڈھنگی کے طریقے وہی جاری ہیں۔میں سقوط ڈھاکہ کو بلوچستان سے compare کرنا چاہتا ہوں۔ہم نے ابھی تک بلوچو ں کو ان کے rights نہیں دیئے۔بلوچوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔بلوچستان کی حق تلفی ہور ہی ہے۔اب سندھ کو جو rights ملنے چاہیے وہ ابھی تک نہیں ملے ہیں۔چھوٹے صوبوں کو مسئلے ہیں خیبر پختونخوا کو مسئلے ہیں۔سارے چھوٹے صوبوں کو مسئلے ہیں لیکن ہم تاریخ سے ابھی تک سیکھے نہیں ہیں۔سر اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ ہمیں سیکھنا چاہیے ایسے نہ ہو کہ بہت دیر ہو جائے اور اللہ نہ کرے اس سے بھی بڑا کوئی سانحہ پیش آئے۔سر16 تاریخ جیسے میں نے کہا اہم ہے تو کل بھی ایک رپورٹ آئی ہے کمیشن کی رپورٹ آئی ہے۔اس لئے کہہ رہے ہیں کہ ہم سیکھیں۔سقوط ڈھاکہ سے سیکھیں۔کل ایک کمیشن کی رپورٹ آئی ہے فائز عیسیٰ آنرایبل جج ہیں چیف جسٹس آف بلوچستان کے ان کی طرف سے ایک رپورٹ آئی ہیں۔وہ جج سپریم کورٹ ہیں sorry جج سپریم کورٹ ہیں۔سر پاکستان پیپلز پارٹی ہمیشہ کہتی رہی ہے کہ National Action Plan پہ صحیح عمل نہیں ہو رہا۔ہم بار بار کہہ چکے ہیں ہمارے چیئرمین صاحب کہہ چکے ہیں، ہمارے President Sahib, ex-President Sahib کہہ چکے ہیں۔ہمارے honourable members کہہ چکے ہیں۔اس اسمبلی میں floor of the House کہہ چکے ہیں اور سارے لوگوں کو بھی اس پہ اعتراضات ہیں۔سر آج میں جو رپورٹ آئی ہے اس پہ کچھ چیزیں ہیں وہ پڑھنا چاہتا ہوں رپورٹ کے مطابق۔

وزیر داخلہ نے کالعدم تنظیموں سے ملاقات کی اور ان کے مطالبات مانے۔کچھ ایکشن پلان پہ عمل درآمد نہیں کیا گیا بلکہ اس معاملہ پہ جھوٹ بولا گیا۔National Action Plan پر عمل نہیں ہو رہا ہے وفاقی وزیر داخلہ NACTA کے فیصلوں کے خلاف ورزی کے مرکب ہوئے۔

جنداللہ کو دھماکہ کی ذ مہ داری قبول کرنے کے باوجود کالعدم قرار نہیں دیا گیا۔وفاقی وزیر داخلہ احمدلدھیانوی کی تنظیم کے اسلام آباد میں جلسے کو ہر ج نہ سمجھنے اور ملکی قوانین کی توہین ہے۔ وزارت داخلہ میں قیادت کا فقدان ہے۔اور دہشت گردی کے خلاف جنگ جاری رکھنے سے متعلق confusion ہے۔ وفاقی وزیر داخلہ صوبائی وزیراعلیٰ،صوبائی وزیر داخلہ نے غلط بیانی کی۔سر یہ وزارت داخلہ کے افسران وزیر داخلہ کی خوشا مدی میں مصروف رہتے ہیں۔وزیر داخلہ نے اپنی وزارت کےحوالے سے بہت کم ذمہ داری کا مظاہر ہ کیا ہے۔کالعدم تنظیموں پر پابندی لگا نے میں ناقابل فہم تاخیر وزارت داخلہ کے بعد NACTA مکمل طور پر غیر فعال ہے۔

سر اس کے اور بھی چیزیں یہ سانحہ بلوچستان جو بہت بڑی رپورٹ ہے میں نے ایسے موٹی موٹی باتیں کیں اور جو بہت ساری باتیں۔سر یہ کیا ہو رہا ہے۔یہ جو دھماکہ ہوا تھا بلوچستان میں سر ایک generation کاgeneration شہید ہوگیا، ختم ہوگیا۔اتنے اچھے اچھے lawyers اس میں ختم ہوگئے، شہید ہو گئے۔وہ بلوچستان میں ویسے تعلیم بہت کم ہے اور بڑی مشکلوں سے جب پڑھتے ہیں اور اس مقام پہ آتے ہیں اور اتنا بڑا واقعہ ہوا اور جس کی کتنی damaging report ہے۔

ایک چیف جسٹس، سپریم کورٹ کے جسٹس کی سربراہی میں جس نے یہ دیا۔سر یہی ہمارا مطالبہ تھا اگر آپ ہمارے چار مطالبہ دیکھیں۔اس میں ایک مطالبہ یہ تھا۔سر بڑی عزت ہے مجھے وزیر داخلہ کے لئے لیکن اس کے کام کے لئے کوئی عزت نہیں ہے۔یہاں کھڑے ہو کے یہ ہمیں سبق دیا کرتے تھے،ہمیں lessons دیا کر تے تھے اب دیکھیں جو کام جب ان کو ذمہ داری ملی ہے تو وہ اب ہمیں بتائیں۔سر morally تو یہ ہوتا ہے کہ اس طرح کے الزامات جب لگتے ہیں اتنا courageہونا چاہیے ممبر میں کہ وہ استعفیٰ خود دے دیں۔لیکن اگر وہ خود نہیں دیتے ہیں تو میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس سے استعفیٰ لیا جائے کیونکہ ہم نہیں چاہتے دہشت گردی سے اس ملک کو تباہ کیا جائے۔ہم نہیں چاہتے جوextremist لوگ ہیں ان سے ہمارے وزیر داخلہ ملیں وہ بھی اس رپورٹ میں ہے کہ ان سے انہوں نے ملاقات کی ہے۔ہم نہیں چاہتے کہ،ہم یہی کہتے ہیں کہ

یہ آرمی 16 دسمبر کا واقعہ آرمی پبلک اسکول کا کیوں ہوا۔اس لئے یہ رپورٹ تک میں نے پڑھنا ضروری سمجھا کہ یہ reasons ہیں۔اگر آپ terrorist تنظیموں کو terrorist قرار نہیں دیں گے۔آپ اگر extremist لوگوں سے ملاقاتیں کریں گے تو سر کہاں سے آپ کی دہشت گردی ختم ہوجائے گی۔

یہ جو ہمارے فوجی جوان شہید ہوتے ہیں،ہمارے civilian شہید ہوتے ہیں ان کی شہادت کب ختم ہو گی۔اس طریقے سے تو بالکل نہیں ہوگی سر۔اس طریقےسے تو آپ encourage کر رہے ہیں کہ وہ آئیں دھماکے کریں ہمارے لوگوں کو ماریں جو مرضی کریں۔تو میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ Panama papers ہمارے four demandsہیں اس میں ایک ڈیمانڈ یہ بھی تھی کہ وزیر داخلہ کو ہٹایا جائے۔سر ہمیں پتہ تھا کہ National Action Plan پہ کام نہیں ہو رہا۔اس لئے ہم نے یہ demandکی تھی کیونکہ ہمیں پتہ تھا National Action Plan پہ کام نہیں ہو رہا۔میں یہ ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارےfour demands تھے اس میں ایکdemand تھی کہ پارلیمانی کمیٹی ہونی چاہیے national security پہ۔دوسرا ہماری demand تھی کہ Panama papers میں مبارکباد پیش کرتاہوں پورے پاکستان کو کہPanama papers کا بل کل سینیٹ سے پاس ہوا ہے۔اب پوری قوم کی نظریں نیشنل اسمبلی پہ ہے،پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ اب نیشنل اسمبلی کیا کہتی ہے۔یہاں بالکل کہا جاتا ہے ہمارے آنرایبل منسٹر اٹھ کے کہہ دیتے ہیں کہ ہم پاناما پہ بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم پاناما پہ ہر چیز کرنے کے لئے تیار ہیں تو ابھی ٹائم ہے ناں پاناما پہ آپ کریں بل پاس۔پھر بات ہوگی کیونکہ سینیٹ نے پاس کیا میں چاہتا ہوں کہ یہاں ہمارے numbers against پورے نہیں ہیں۔ہمارے پاس numbers نہیں ہیں لیکن ایک ایسا بل جس کا فائدہ پوری قوم کو ہوگا۔ایک ایسا بل جس کا فائدہ پورے ملک کو ہوگا تو اس کو پاس کیا جائے۔اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں چوہدری نثار صاحب اخلاقی جرات دکھائیں اور اپنے عہدے سے خود مستعفی ہوجائیں اور میں سمجھتا ہوں کوئی اور بہت اچھے اچھے لوگ ہیں کسی اور کو یہ ذمہ داری دے دیں۔کسی اور یہ کام دے دیں۔یہ ان کا کام نہیں ہے۔ان کا کام ہے لوگوں کو سبق دینا۔سبق دینا جانتے ہیں اور اس کو اس سے آگے ان کو کچھ بھی نہیں آتا۔میں یہ بھی عرض کرلوں کہ ہماری جو چار demands ہیں۔ ایک تو ہمارے جسٹس فائز عیسیٰ صاحب نے ثابت کر دیا،ان میں سے ایک ڈیمانڈ وہ تھی۔دوسری

ڈیمانڈ پانامہ پیپرز کی ہے پارلیمانی کمیٹی کا اور چوتھا سی پیک جیسے منصوبے جو اس ملک کا مستقبل بن سکتے ہیں۔سی پیک جیسے منصوبوں کی صحیح طرح سے مانیٹرنگ کی جائے۔اس میں سب کو برابر طریقے سے لیا جائے۔سب کو اس میں اعتماد میں لے کر یہ چار ڈیمانڈز ہیں وہ میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔یہ کہتے ہیں کہ فارن منسٹر صحیح ہے۔سر فارن منسٹر ایک elected نمائندہ ہونا چاہئے۔ہم کہتے رہے کہ electedنمائندہ جو بات کر سکے گا اور جو اس کی بات میں وزن ہو گا وہ ایک selected نمائندے کی بات میں وزن نہیں ہوگا۔ایک elected نمائندے کی پوری دنیا میں عزت کی جائے گی۔

اس لئے ہم یہ کہیں گے کہ چوہدری نثار کا استعفیٰ ہونا چاہئے،نیا فارن منسٹر آنا چاہئے اور فل ٹائم فارن منسٹر آنا چاہئے جس کی جب دنیا میں ٹریول کرے تو اس کی عزت ہو۔اس طرح نہیں ہے کہ جس طرح سے وہ انڈیا میں گئے ہیں تو کیا ہوا،جس طریقے سے وہ امریکہ میں گئے ہیں تو کیا ہوا،تو یہ چیزیں بھی ختم ہونی چاہییں۔آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: خواجہ سعد رفیق صاحب۔

خواجہ سعد رفیق : شکریہ، جناب سپیکر! آج سولہ دسمبر ہے۔آج کا دن پاکستان کی قومی تاریخ میں سانحات سے بھرا ہوا دن ہے۔آج کے دن پاکستان دو لخت ہوا اور آج کے دن ہی آرمی پبلک سکول کا دلخراش سانحہ رونما ہوا۔میں چند منٹ اس پہ لوں گا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج جب کہ مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنے پنتالیس برس گزر گئے تو یہ سانحہ ابن الوقت سیاستدانوں،طالع آزما جرنیلوں،نظریہ ضرورت کے تحت فیصلہ دینے والے ججوں اور بکاؤ اہل قلم کی سازش کا نتیجہ تھا۔یہ محض عسکری شکست نہیں تھی بلکہ یہ ایک سیاسی شکست تھی۔ اور اس شکست کی بنیاد بہت پہلے رکھی گئی تھی جب پاکستان میں پہلا مارشل لاء آیا اور مغربی پاکستان کی سائیڈ سے مشرقی پاکستان کو محکوموں کو ڈیل کرنے کی کوشش کی گئی۔اس ملک میں حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ آئی اور اس سے بڑا المیہ کیا ہو سکتا ہے کہ برسوں تک وہ رپورٹ منظر عام پر نہیں لائی جا سکی۔

مجھے آپ کہنے کی اجازت دیں کہ پنتالیس برس میں جو کچھ ہمیں پاکستان دولخت ہونے کے بعد سیکھنا چاہئے تھا وہ ہم نے نہیں سیکھا۔اس سے بڑا سانحہ کیا ہو سکتا ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت اپنے ہی پالیسیmakers کی بداعمالیوں کے نتیجے میں زوال پذیر ہوئی۔لیکن اس کے کچھ سبق ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ کمزو ر اور غریب قومیتوں کو محکوم رکھنے کی خواہش قوموں اور

مملکتوں کو زوال پذیر کر دیتی ہے۔پاکستان میں یہ عمل بعد میں بھی جاری رہا۔ہمیں آج بھی اپنے گریبان میں جھانکناہے اور یہ دیکھنا ہے کہ ملک کے کس کس حصے میں ہم یہ فعل کر رہے ہیں اور اس کو روکنے میں کہاں کہاں کامیاب نہیں ہوئے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے کہنے کی اجازت دیں کہ دو ماشل لاز کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ان کے لے پالک سیاستدانوں نے اس وقت کی جرنیل شاہی ملی بھگت سے ملک تڑوایا۔اگر 1970 کے انتخابات میں قومی اسمبلی کی اکثریت کے اصول کو مان لیا جاتا تو اور اقلیت اکثریت پر حکمرانی کرنے کی خواہش بد نہ رکھتی تو ملک ٹوٹنے سے بچ سکتا تھا اور کوئی نہ کوئی صورت بن سکتی تھی۔لیکن مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے دیر کردی اور ہم نے بہت دیر کر دی اور اس پر حیرت یہ ہے کہ ہم غلطیاں کرتے ہیں،دوسروں سے معافیوں کے تقاضے کرتے ہیں۔ملک ٹوٹ جاتا ہے اور ملک ٹوٹنے میں حصہ ڈالتے ہیں۔لیکن پنتالیس سال بعد بھی اس بات پر کوئی ندامت یا شرمندگی یا معذرت کا ایک لفظ منہ سے نکالنا ضروری خیال نہیں کرتے۔خیر،اب تاریخ کا وہ مرحلہ گزر چکا ہے۔میں یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ حسینہ واجد کی حکومت بنگلہ دیش میں محبان پاکستان کو پھانسیاں دے رہی ہے۔یہ اس معاہدے کی صریحاً خلاف ورزی ہے جو دو قوموں کے درمیان ہوا،دو مملکتوں کے درمیان ہوا،تین ملکوں کے درمیان ہوا،میں معذرت چاہتا ہوں،شکریہ۔ایک سہ ملکی معاہدہ ہوا اور اس معاہدے کی یہ خلاف ورزی ہے اور یہ خلاف ورزیاں جاری ہیں اور اس پارلیمانی کی حکومت کی،پاکستان کے عوام کی اور ہماری یہ اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم محبان پاکستان کی وہاں پھانسیوں کے خلاف پوری قوت سے، توانائی سے آواز بلند کریں اور حسینہ واجد کی حکومت کو اس خونی رویئے سے روکنے کی کوشش کی جائے۔

اسی طرح اے پی ایس پر بات کرتے ہوئے میں صرف یہ کہوں گا کہ اے پی ایس پہ حملے نے دہشت گرد ی کے خلاف جنگ کے قومی عزم کو عزم صمیم میں تبدیل کر دیا ہے۔وہ شہدا تو بخشے ہوئےہیں۔وہ معصوم پھول جن کے درجات بلند ہیں۔مگر ان پر حملے کرنے والے یقیناً جہنم واصل ہوئے ہیں۔اور اے پی ایس کے شہدا کا خون پکار پکار کر ہم سب کو یہ کہہ رہا ہے کہ ہمیں آنکھیں کھولنی ہیں اور دہشت گرد ی کا مقابلہ صرف فوجی طاقت سے نہیں کیا جا سکتا جب تک ملک میں political stability نہیں ہو گی،جب تک ہم سب کے سب جو آئین کی سربلندی کا دم

بھرتے ہیں،واقعتاً آئین کی سربلندی کو دل سے مانیں گے اور اس کے دائرہ کا ر میں کام کرنے کی کوشش کریں گے۔

میرا خیال تھا کہ آج سولہ دسمبر ہے،آج ہم ایک دوسرے پر نہیں برسیں گے۔یہ کام شیخ رشید صاحب نے شروع کیا۔ بہرحال اگر انہیں احساس ہو گیا ہے تو اچھی بات ہے۔یہاں وزارت داخلہ کی بات کی میرے فاضل ایک دوست ہیں،وہ بڑے پیارے ہیں ہمیں اور مجھےآپ کہنے کی اجازت دیں on a lighter note کہ ہماری پیاری پیپلز پارٹی کے اس فاضل رکن نے میرے بھائی نے جو نثار علی خان صاحب کے حوالے سے گفتگو کی ہے ہمیں اس کا اندازہ ہے کہ آپ کو چوہدری نثار علی خان صاحب کے ساتھ، اب مجھے بات تو کرنے دیں میری جان، بھیا بات تو کرنےدیں،اجازت ہے آپ کی،آپ اجازت دیں گے تو میں بات کروں گا۔تو ہمیں معلوم ہے کہ چوہدری نثار علی خان صاحب سے آپ کو ان کے ساتھ ایک مسئلہ ہے،آپ ان کے بارے میں ہمیشہ بات کرتے ہیں۔ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وزیر داخلہ کی کارکردگی بہترین ہے۔اس موقع پر جناب سپیکر نے کرسی صدارت خالی کی اور جناب ڈپٹی سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آرڈر ان دی ہاؤس۔ آپ کو فلور ملے تو بات کریں۔اس طرح interrupt نہ کریں۔آپ بیٹھیں۔بچانی صاحب تشریف رکھیں۔جب آپ کو فلور ملے گا آپ بات کریں گے یہ طریقہ نہیں ہے۔

خواجہ سعد رفیق : جکھرانی صاحب کی کسی بات میں میں نے کوئی مداخلت نہیں کی ہے ہر بات سنی ہے۔اب آپ بھی سنیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بچانی صاحب تشریف رکھیں۔خواجہ سعد رفیق صاحب اپنی تقریر جاری رکھیں۔

خواجہ سعد رفیق : یہ بولتے رہیں میں اپنی بات ختم کر کے بیٹھوں گا۔اس طرح نہیں بیٹھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بچانی صاحب اس طرح نہیں ہو گا۔آپ تشریف رکھیں جب فلور ملے گا تو آپ بات کریں۔

خواجہ سعد رفیق : لگے رہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں آرڈر ان دی ہاؤس۔جب فلور ملے گا تو آپ بات کیجئے گا۔نہیں نہیں یہ بات نہیں ہے۔جی آپ تشری رکھیں بچانی صاحب۔خواجہ صاحب۔

خواجہ سعد رفیق : دیکھیں بات یہ ہے جناب ڈپٹی سپیکر! کہ ہم دونوں mature پولیٹیکل پارٹیز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس۔بچانی صاحب تشریف رکھیں۔

خواجہ سعد رفیق : اگر maturity ی کا ثبوت دیا تو بہت باتیں نکل جائیں گی منہ سے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس۔

خواجہ سعد رفیق : جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صا حب پلیز۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب پلیز۔بچانی صاحب جب آ پ کو فلور ملےگا تو بات کریں۔

خواجہ سعد رفیق : جناب ڈپٹی سپیکر! ہم آپ کی تقریروں میں بولتے نہیں ہیں۔انہیں کہیں کہ اب بس کر دیں۔جناب ڈپٹی سپیکر! میں نے بہت سی باتیں سولہ دسمبر کے حوالے سے نہیں کیں لیکن مجھے بات کرنی آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر ان دی ہاؤس۔آپ بھی کریں جب فلور ملے گا تو کریں۔

خواجہ سعد رفیق : میں نہیں کروں گا۔کیونکہ جب پاکستان ٹوٹ رہا تھا،میری قیادت جب پاکستان ٹوٹ رہا تھا اس وقت سیاست نہیں کر رہی تھی۔مہربانی کر کے مجھے مجبور نہ کیجئے کہ میں یہاں اور باہر جا کر پاکستان ٹوٹنے یا معاملے پر بات کروں۔میں patience show کر رہا ہوں۔ آپ بھی please show patience کریں۔پاکستان ٹوٹنے کی بات ہو گی تو بہت کچھ بات ہو گی،میں وہ بات اب نہیں کرنا چاہ رہا۔ماضی کی تلخیوں میں نہیں جانا چاہتا۔ازراہ کرم ہمیں آگے چلنے دیں۔

شکریہ جناب۔تو میں جناب ڈپٹی سپیکر! یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزارت داخلہ کی کارکردگی ماضی کی وزارت داخلہ کے مقابلے میں ہزار درجے بہتر ہے۔ کلاشنکوف کے پرمٹ نہیں بیچے گئے،لوگوں کو چونا نہیں لگایا۔چوہدری نثار علی خان ایک straight آدمی ہے،کھرا آدمی ہے،کھری بات کرتا ہے اور یہ جو رپورٹ آئی ہے جس رپورٹ کا ذکر یہاں ذکر کیا گیا ہے یہ فاضل رکن کا حق ہے۔ان کا بنیادی حق ہے کہ وہ یہ بات کریں۔وہ اپوزیشن ممبر ہیں۔ اگر وہ تنقید نہیں کریں گے تو کون کرے گا۔ہم ان کے اس حق کی عزت کرتے ہیں۔ مگر اس بات کے حوالے سے

تفصیلی جو ڈسکشن ہے وہ چوہدری نثار علی خان صاحب ہی کر سکتے ہیں۔کیونکہ وہ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔لیکن کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے اور کوئی ایسا موقع نہیں ہے کہ جب چوہدری نثار علی خان صاحب نےاپنا قومی کردار دہشت گرد ی کے خلاف یا official role play نہیں کیا۔تو میں آخر میں یہ پھر کہوں گا کہ آج کا دن ہم سب کے لئے تجدید عہد کا دن ہے کہ ہم ماضی کی تلخیوں کو مدعو نہ کیا کریں۔ماضی بہت تلخ ہے۔آگے بڑھ جائیں اور ہم میں سے کوئی بھی دودھ کا دھلا ہوا شاید نہیں ہے۔ہم نے بڑی غلطیاں کی ہیں۔بار ی باری ہم نے وہ غلطیاں کی ہیں جو نہیں کرنی چاہئیں تھیں اور ان غلطیوں کےنتیجے میں پاکستان کو نقصان ہوا۔ہم میں سے ہر کسی نے، جس نے بھی لائن کےاس پار یا اس پار مارشل لاء کے ڈکٹیٹرز کا ساتھ دیا،کوئی بھی ہو اُس نے ٹھیک نہیں کیا۔اس کی حمایت نہیں کی جاسکتی،اس کی تحسین نہیں کی جاسکتی۔یہی وجہ ہے کہ جنہوں نے ایک ایک بار یہ غلطی کی وہ مسلم لیگ(ن) یا پیپلز پارٹی ہو انہوں نے یہ عہد کر لیا کہ یہ red line ہے اس کو عبور نہیں کرنا اور maturity آئی اور وہ لوگ جن میں ابھی تک maturityنہیں آئی یا tolerance ہی نہیں ہے،حوصلہ ہی نہیں ہے بات سننے کا،بات کرنے کا حوصلہ ہے،معافیاں منگوانے کا حوصلہ ہے اور اپنی باری آئے تو آپ دو لفظ سننے کےلیے تیار نہیں۔

ان سے میں استدعاء کرتاہوں کہ جب ہم عمر کےاس حصے میں آجاتےہیں تو ہمیں جب بات کرنی آتی ہے تو بات سننی بھی آنی چاہیے اور بات کرنے کا ایک طریقہ ہونا چاہیے۔آج کے دن یہاں سے یہ ایک میسج جانا چاہیے کہ سولہ دسمبر کو پوری قوم متحد ہے۔اس بات پر ایوان پر متحد ہے کہ ہم دہشت گردی کے خلاف لڑیں گے،ایوان اس بات پر متحد ہےکہ ہم آئین کی سر بلندی کےلیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے، ایوان اس بات پر متحد ہے کہ ہم نہ ملک میں نہ صرف یہ ہے کہ جمہوریت کی آبیاری کریں گے بلکہ جمہوریت کو توانا کریں گے اور زیادہ شفاف کریں گے اور جمہوریت کو اس قابل کریں گے ایک عام آدمی اس ایوان میں آسکے جو اب تک بڑی مشکل سے ایوان کےاندر آتا ہے اور اس بات کا بھی عہد کریں گے کہ پاکستان کی سیاست کو جاگیرداروں اور بڑے سرمایہ داروں کی گھر کی باندی نہیں بننے دیں گے۔بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔جناب مراد سعید صاحب۔

جناب مراد سعید : بِسمِ اللہِ الرّحمٰن الرّحِیم۔ جناب سپیکر شکریہ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ٹھیک ہے آپ اپنے نمبر بات کریں۔رانا صاحب آپ کو فلور دیں گے۔تشریف رکھیں۔Order in the House رانا صاحب اپنی اپنی باری پہ ' آپ کو دیں گے۔ مراد سعید صاحب آپ جاری رکھیں۔

جناب مراد سعید: بِسمِ اللہِ الرّحمٰن الرّحیم۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ سپیکر صاحب! سولہ دسمبر اور ابھی وزیر صاحب کی تقریر سنتے ہوئے مجھے انتہائی دکھ اور افسوس ہوااور جو تقریر آپ سن رہے تھے یہی ہماری تباہی کی وجہ ہے۔سقوط ڈھاکہ ہوا،حمود الرحمٰن کمیشن بنتا ہے۔اگر سچ سامنے آتا، جزا سزا کا نظام ہو تا تو ایک اور سولہ دسمبر ہم نہ دیکھتے۔پاکستان کےاندر دہشت گردی کی جنگ کی بنیاد جھوٹ پہ تھی۔اپنی ذات کے مفادات کے کہ آپ مجھے کچھ نہیں کہیں گے ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے،سچ سامنے نہیں آئے گا،جزا سزا کا نظام نہیں ہو گا اور پھر سانحہ پشاور آتا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ 131 معصوم بچوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا۔اگر سانحہ پشاور نے ہمیں متحد نہ کیا،ہم یکجا نہ کیا،ہمیں دشمن کےمقابلے کرنے کی ہمت نہ دی تو میں سمجھتا ہوں کہ شرم کا مقام ہے۔ہوتا کیا ہے؟

سانحہ پشاور کےبعد نیشنل ایکشن پلان بنتا ہے۔اس سے پہلے آپ national internal security policy بناتے ہو،آئینی ترمیم لاتے ہو،ضرب عضب پوری شدت سے پورے پاکستان میں پھیلا دیا جاتا ہے، نتیجہ کیا؟ کیا نیشنل ایکشن پلان کےاوپر عملدرآمد ہوا اور آج جب ہم سانحہ پشاور کے اوپر بات کر رہےہیں تو کل ہی ایک رپورٹ سامنے آتی ہے۔سانحہ کوئٹہ کےاوپر جو کمیشن بنتا ہے اس کی رپورٹ ہمارے سامنے آتی ہے اور اس میں ہماری کارکردگی دو سال کےاندر نیشنل ایکشن پلان کا کیا بنا اوراس میں جو جھوٹ بولا گیا اور ہمارے اپنے وزیر داخلہ کے کالعدم تنظیموں کے ساتھ روابط ' یہ ساری چیزیں سامنے آتی ہیں۔ ہم کہاں پہ کھڑے ہیں؟ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! جب تک ہم سزا اور جزا کا نظام یہاں پر رائج نہیں کریں گے،جب تک ہم سچ نہیں بولیں گے،جب کوئی کمیشن بنتا ہےا ور اس میں جو مجرم ہوتےہیں جن کے نام آتےہیں ان کو سزائیں نہیں دیتے ہمارا نظام ٹھیک نہیں ہو سکتا، یہاں پہ امن نہیں آسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! آپ نے دیکھا کہ کالعدم تنظیموں کےساتھ روابط کےساتھ ایک اور بات بھی آئی ہے کہ نہ صرف وزیر داخلہ بلکہ پنجاب کےوزیر قانون کا بھی نام آتا ہے۔آپ کےسامنے ہےکہ ماڈل ٹاؤن کا جو سانحہ ہو ا اس میں لوگوں کو سامنے سے گولیاں ماری گئیں۔وہ

کمیشن رپورٹ آتی ہے،رپورٹ کہاں پہ ہے، سزائیں کس کو دی گئی ہیں، کس کس کا نام تھا تو کس طرح آپ توقع کر سکتے ہیں؟ اسی طرح تقریریں ہو تی رہیں گی، Treasury Benches سے تقریر ہو گی،اپوزیشن اٹھ کے تقریر کرے گی،گھر چلے جائیں گے،سو جائیں گے اور بات ختم ہو جائے گی۔جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! اس وقت تک لوگوں کو احساس نہیں ہو تا جب تک آپ کے اپنے آپ سے نہ بچھڑیں۔جن کی مائیں،آج ہم یہاں تقریریں کر رہے ہیں اور وہ یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں ان سے پوچھیں کہ ان پہ کیا گزر رہی ہو گی۔

میں خود اس دہشت گردی کی جنگ کا victim ہوں۔میں خود دیکھ چکا ہوں کہ جب آپ کے اپنے آپ سے بچھڑتے ہیں تو آپ پہ کیا گزرتی ہے۔دیکھنے میں، سننے میں اور بھگتنے میں فرق ہوتا ہے۔لہذا اگر آپ نے ان چیزوں کے اوپر عملدرآمد کرنا ہے حمود الرحمٰن کمیشن کدھر گیا، کون تھے مجرم، سزائیں دو؟ آج جو سانحہ کوئٹہ کے اوپر کمیشن بنا ہے اس میں جو مجرم ہیں ان کو سزائیں دو، سانحہ ماڈل ٹاؤن میں جن کے نام آئے تھے ان کو سزائیں دو اور اس کے ساتھ آپ نے یہ بھی دیکھا کہ ہمارے ایک وزیر صاحب ہیں ان کے والد صاحب قاتلوں کے سینئر رہنما ہیں وہ کہتے ہیں کہ میرا وزیر قانون بائیس افراد کا قاتل ہے۔جب آپ کے وزیر قانون کے اوپر الزام ہو تو کس طرح توقع کر سکتے ہیں کہ یہاں امن آئے گا، یہاں پر خوشحالی آئے گی۔ جب آپ کے وزیر داخلہ کی کالعدم تنظیموں کے ساتھ تصویریں لگتی ہوں، نیشن ایکشن پلان کے اوپر آپ عملدرآمد کر ہی نہیں سکتے کیوں کہ اس میں کرپشن کا بھی ذکر آتا ہے۔کرپشن تو آپ روکنا ہی نہیں چاہتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر! اگر ہم واقعی serious ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہماری دھرتی کے اندر،ہمارے پاکستان کے اندر ہم نے سقوط ڈھاکہ دیکھا۔ ہم نے سانحہ پشاور دیکھا،ہم نے سانحہ کوئٹہ دیکھا، ہزاروں اپنے ہم سے بچھڑ گئے، ہم روز یہ تماشے دیکھتے ہیں،روز ہماری لاشیں گرتی ہیں،تقریریں ہوتی ہیں پالیسز بنتی ہیں لیکن کسی کو سزا نہیں دی جاتی کبھی یہاں پہ ایکشن نہیں لیا جاتا۔ کبھی پالیسز کی implementation نہیں ہوتی۔جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! جب ہم سقوط ڈھاکہ کی بات کرتے ہے تو ہمیں اس کے اوپر بھی بات کرنی چاہیے کہ ہمارے خیبر پختونخواہ، سندھ، بلوچستان چھوٹے صوبوں کو جب آپ ignore کرو گے آپ CPEC کی بات کرتے ہو،قربانیاں وہ لوگ دے رہے ہیں ان کا نام ہی آپ ہٹا دیتے ہو، ان کو ان کا حق ہی نہیں دیتے۔ آپ فنانس ایوارڈ کی طرف جائیے کہ آپ نے اس میں چھوٹے صوبوں کے لیے کیا رکھا، آپ نے

چھوٹے صوبوں کو کبھی حقوق دیئے ہیں، کبھی ان کی محرومیاں دور کرنے کی آپ نے کوشش کی ہے، کبھی بلوچستان کے عوام کو آپ نے سینے سے لگایا ہے کہ آپ کس وجہ سے ہم ناراض ہے آخر اس مایوسی کی اس اداسی کی وجہ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! ہم قبائل کے اندر بات کرتے ہیں میں ہمیشہ سے، پہلے دن سے جب ممبر بنا ہوں میں نے ایک بات کی تھی کہ آپ فاٹا میں امن چاہتےہیں،آپ نے Khyber 1 کیا، Khyber 2 کیا،آپ نے 2004 میں وزیرستان میں آپریشن کیا،2014 میں پھر آپریشن کرنا پڑا۔ آپ نے باجوڑ میں پہلا آپریشن کیا پھر آپریشن کرنا پڑا۔آخر وجہ کیا ہے،کب تک یہ چور پولیس کا کھیل جاری رہے گا،کب تک اس طرح چلتا رہے گا؟ آپ نے اگر دہشت گردی کے ناسور کو ختم کرنا ہے ' ایک ہوتا ہے دہشت گردوں کو ختم کرنا پھر دہشت گردی کی سوچ ختم کرنے کی بار ی آتی ہے،اس کی ذمہ داری کس کی ہے،کیا ہماری حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے،کیا فاٹا میں جو آپریشن ہوا، وہاں پہ لوگوں کے گھر اجڑے،جن کے گھر گرے،جن کی لاشیں اٹھائی گئیں، کیا ہم نے کبھی ان کو اپنے سینے سے لگایا، کبھی ان سے پوچھا اور کبھی وہاں پر ہم نے زندگی کا دوبارہ سے آغاز کرنے کی طرف توجہ دی، کبھی ان کی development کی طرف گئے؟

آج فاٹا میں ایک یونیورسٹی نہیں ہے۔کس طرح آپ توقع کر سکتے ہیں؟ آپ ان کو mainstreamمیں لے کے آؤ۔آپ ان کی محرومیاں دور کر دو۔جناب ڈپٹی سپیکرصاحب! جب تک ہم یہاں پر بیٹھ کے تقریریں کرتے ہیں،ہمیں عمل سے ثابت کرنا ہوگا۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی بہت شکریہ۔

جناب مراد سعید : ڈپٹی سپیکر صاحب موقع دیجئے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں wind up کیجئے۔ جمعہ کی نماز کا وقت ہے اور بہت سے ممبرز نے بات کرنی ہے۔پانچ پانچ منٹ بات کریں۔

جناب مراد سعید : میری بات سن لیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باقی بھی ممبرز ہیں۔

جناب مراد سعید : جو قانون سازی کرتے ہیں، جو پالیسز بناتے ہیں ان کی implementation ہونی چاہیے۔ابھی وزیر ریلوے صاحب نے ایک بات کی کہ ہمیں بھی پتہ ہے ' مطلب کب تک یہ تماشہ چلتا رہے گا؟ آپ کو پتہ ہے،کوئی مجرم ہے،میرا پاکستان اگر دونیم

ہوا، تقسیم ہو ا ' آپ کو ان چیزوں کا علم ہے آپ بات کیوں نہیں کرتے،آپ سامنے کیوں نہیں لے کے آتے؟ جب تک آپ یہ چیزیں چھپاتے رہیں گے ' آج آپ کے وزیر داخلہ کا نام آیا ہے، آپ کے وزیر اعلیٰ کا نام آیا ہے، آپ کے بلوچستان کے وزیر داخلہ کا نام آیا ہے۔ یہ بھی دفنا دیں گے،سانحہ ماڈل ٹاؤن کی رپورٹ بھی دفنا دیں گے۔ روز اس طرح ہوتا رہے گا اور اس کی ایک اور وجہ ہے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب۔ابھی جو ہمارے وزیر موصوف صاحب تقریر کر رہے تھے اور کل بھی انہوں نے تقریر کی تھی میں اس کا بھی تھوڑا پوسٹ مارٹم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آج اسی پر بات کریں۔کل والی پر بات نہ کریں۔جمعہ کی نماز کا ٹائم ہے بہت سے ممبر نے بات کرنی ہے۔

جناب مراد سعید:ہمارے مسئلے کی جڑ ہے جھوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے میرے میں یہ جرم ہے۔یہ گناہ کرتا ہوں مجھے کوئی ایسی ایک چیز بتا دو کہ میں سارے گناہ چھوڑ دوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک کام کرو۔ جھوٹ بولنا چھوڑ دو سچ بولا کرو۔ میں بھی حکومت کو کہتا ہوں اور ہمارے وزیر صاحب گفتگو کر رہے تھے اور کل اس پر انہوں نے کیا کہا تھا میں اس کے اوپر ضرور بات کروں گا چونکہ جڑ ہی جھوٹ ہے۔ کرپشن اور دہشت گردی کے ناسور کو اگر آپ نے ختم کرنا ہے تو اس کے nexus کو توڑنا ہو گا۔جناب سپیکر کل وزیر صاحب نے کہا کہ سیاست جھوٹ کا نام نہیں ہے سیاست عبادت ہے۔ اتفاق کرتا ہوں۔سیاست خدمت ہے اتفاق کرتا ہوں تو جناب وزیر صاحب آپ مجھے یہ بتایے کہ جب پرائم منسٹر صاحب کا نام آیا آپ سے سوال ہوا جائیدادوں کے بارے میں تو آپ نے کہا کہ میں ان کا منشی نہیں ہوں۔چاہے وہ سیاسی بیان تھا چاہے یہ سیاسی بیان ہے۔جناب ڈپٹی سپیکر صاحب ہم نے وزیراعظم سے پوچھا تھا کہ آپ پارلیمنٹ میں آ کر جواب دیجیے۔ہمارے وزیراعظم صاحب یہاں پر آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر بات ہو چکی ہے۔

جناب مراد سعید: بات نہیں ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سقوط ڈھاکہ اور 16 دسمبر پر بات کریں۔

جناب مراد سعید: سب بنیاد ہی جھڈٹ ہے کرپشن ہے لوٹ مار ہے دھوکہ ہے فریب ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اپنی بات کو وائنڈ اپ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب وزیراعظم صاحب یہاں پر آتے ہیں۔وہ اس ایوان سے خطاب کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیراعظم صاحب کا سقوط ڈھاکہ سے کیا تعلق ہے۔سقوط ڈھاکہ اور 16 دسمبر پر بات کریں اس پر بات ہو رہی ہے۔جی دانیال عزیز صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: مراد سعید صاحب آپ وائنڈ اپ کریں۔میں نے تین دفعہ ان کو کہا ہے نماز کا ٹائم ہے۔.No, to the point مراد سعید صاحب ایک منٹ میں وائنڈ اپ کیجیے۔ No commentaries. اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھیں۔ Murad Saeed Sahib please wind up.

جناب مراد سعید:میں ذکر کر رہا تھا میں respond کروں گا انہوں نے جو باتیں کیں ہیں ظاہری سی بات ہے ہمارے اوپر انہوں نے انگلیاں اٹھائی ہیں۔وزیراعظم صاحب سے ہم نے سوال کیا کہ آپ ذرا بتائیے کہ یہ فلیٹس یا اپارٹمنٹس کہاں سے آئے۔وہ یہاں پر آتے ہیں اور سپیکر صاحب کے سامنے دستاویزات جمع کراتے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ دبئی میں سٹیل مل بیچ کر جدہ کے راستے میں نے پیسہ لندن بھیجا۔ جناب سپیکر صاحب یہ ہے وہ دستاویزات اور ہمارے پاس سارا ریکارڈ موجود ہے پوری دستاویزات موجو د ہے۔اس کے بعد سپریم کورٹ کی باری آتی ہے۔سپریم کورٹ میں جب ان سے پوچھا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مراد سعید صاحب اس پر بات ہو چکی ہے جمعہ کی نماز کا ٹائم ہے۔

جناب مراد سعید:میں respond کرنا چاہتا ہوں میرا حق بنتا ہے۔جب تک آپ سچ نہیں بولیں گے یہ نظام ٹھیک ہی نہیں ہو سکتا۔میں سچ کے اوپر بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ وائنڈ اپ نہیں کرنا چاہتے۔ آپ اس پر بات کریں اور ایک منٹ میں وائنڈ اپ کریں۔

جناب مراد سعید: سپیکر صاحب آپ بار بار interrupt کریں گے تو میں اس طرح تو بات نہیں کر سکوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ دانیال عزیز صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: ہم نے تین دفعہ موقع دیا ہے۔ان کے آٹھ منٹ ہو چکے ہیں پانچ پانچ منٹ یہاں سب ممبرز نے بات کرنی ہے۔Irrelevant نہیں جی۔سید نوید قمر۔

سید نوید قمر: سر گزارش یہ ہے کہ ایک تو آپ تمام پارٹیز کو اس میں حصہ لینے دیں۔پی ٹی آئی کے ممبرز کو میں request کرتا ہوں کہ وہ وائنڈ اپ کرکے اس کو اختتام کریں لیکن اس کے بعد دوسری پارٹیز بھی موجود ہیں اور یہ کیسے مسلم لیگ کو آدھا ٹائم دیں گے۔یہ تو نئی روایت شروع ہو رہی ہے۔پارٹیز کو تو آپ بولنے دیں۔میں کہہ رہا as Parliamentary Leader میرا بھی رائٹ ہے اس پارلیمنٹ میں۔ادھر سے ہو گی تو دوبارہ سے ہم کریں گے۔آج کے دن کی مناسبت سے بہتر ہے ساری پارٹیز بول لیں اس پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دانیال عزیز صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: 12 منٹ وہ بات کر چکے ہیں۔چیئر کو اس طرح بلڈوز نہیں کر سکتے۔

جناب دانیال عزیز: جناب سپیکر آج تو ہم نے جو تقاریر سنیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: 12 منٹ انہوں نے بات کی ہے جمعہ کی نماز کا وقت ہے ساری پارٹیز نے بات کرنی ہے۔اب پانچ پانچ منٹ یہ بات کریں تو تب ہے نا۔دنیال عزیز صاحب محمود خان اچکزئی صاحب کے بعد آپ بات کر لیں۔جی محمود خان اچکزئی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: مراد سعید کا مائیک کھولیں۔

جناب مراد سعید: سپیکر صاحب اسی کے اوپر بات ختم کروں گا کہ آپ میرے ساتھ ایک commitment کر لیں کہ انہوں نے جو 15 سے 20 منٹ تقریر کی تھی اس کا جواب مجھے دینے کے لیے آپ مجھے Monday کو موقع دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل دیں گے۔آپ نے کبھی چیئر کی بات مانی ہے۔

جناب مراد سعید:میں آپ سے commitment لینا چاہ رہا تھا۔شکریہ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ مہربانی۔

جناب محمود خان اچکزئی: نوید بھائی آو۔ ہم سب بولیں گے۔

(مداخلت)

<u>Mr. Deputy Speaker:</u> The House is adjourned to meet again on Monday, the 19th December, 2016, at 4.00 p.m.

―――――

[The House was adjourned to meet again on Monday, the 19th December, 2016, at 4.00 p.m.]

―――――